بہارِ شباب
www.iqbalkalmati.blogspot.com

بہارِ شباب

مرد اور عورت 7

صحبت کا اثر 8

نطفہ کی شرافت 8

قوتِ باہ 10

دموی مزاج 10

بلغمی مزاج 11

سوداوی مزاج 11

زنا 12

چار بیویاں 14

فنِ مباشرت 16

کوکا پنڈت کی کوک شاستر 17

عیاشی 18

عبرتناک انجام 20

عیاشی کے تحفے 21

فطرتِ نسوانی 23

مباشرت ایک قدرتی فعل ہے 25

جماع یقیناً مفید ہے 27

کثرتِ مباشرت 29

عورت کی شہوت مرد سے 30

کم ہوتی ہے

عورت میں شہوت کی کمی کا راز 31

مباشرت بہ لحاظ عمر و مزاج 34

بیس سے تیس سال کی عمر تک 35

تیس سے چالیس کی عمر تک 35

چالیس سے پچاس کی عمر تک 36

پچاس سے ساٹھ کی عمر تک 36

ساٹھ سال کی عمر کے بعد 37

ایک بہت ضروری بات 37

عمر کے تقاضے 39

مرد کو انزال جلد کیوں ہوتا ہے؟ 40

عورت کے چھپے اندرونِ 41

جسم کیوں ہیں؟

انسان کا عضو تناسل نمایاں کیوں ہے؟ 42

عضوِ مخصوص کی بناوٹ؟ 43

عضوِ مخصوص سے خارج ہونیوالی رطوبتیں 44

انتشار 46

طبعی انتشار 47

غیر طبعی انتشار 49

انتشار کی علت غائی 50

جماع اور لذت 51

لڑکا اور لڑکی پیدا ہونیکا سبب 53

پیدائشِ اولاد اور قوتِ متخیلہ 56

عجیب الخلقت مخلوقات 59

عنوان	صفحہ
جماع کے فائدے	60
جماع کے نقصانات	62
جماع کے اوقات	64
فائدہ غریبہ	67
جماع کی شکلیں	68
انتباہ	69
سچی اور جھوٹی شہوت	71
مساس	72
عورت کا انزال	75
وہمی امور	78
جلق	79
زیرِ ناف بالوں کا مونڈنا	79
اغلام	80
کن عورتوں سے جماع نہیں کرنا چاہیے؟	80
بوڑھی عورت	81
نابالغ لڑکی	81
حائضہ عورت	81
تارک جماع عورت	81
بیمار اور بدشکل عورت	82
باکرہ عورت	82
ایک کام کی بات	83
اندری بجری	84
جماع اور بقائے جماع	85
خواہش جماع اور دل	86
خصیے	88
شیخ بوعلی سینا کا قول	90
منی	91

عنوان	صفحہ
استقرارِ حمل	95
عورتوں کی منی	96
خواجہ سرا اور ہیجڑے	98
خواجہ سرا یا مخنث کیسے ہوتے ہیں؟	101
عورتوں کی شادی کا زمانہ	105
قیافہ	106
فائدہ	109
چھاتیاں	110
چھاتیوں کی قسمیں	111
بھٹیاں	112
عورتوں میں منی ضرور ہوتی ہے	113
پردۂ بکارت اور رحم	113
حیض اور حمل	115
حمل کی حالت میں بچہ کی غذا	116
عورتوں کے مزاج میں گرمی کیوں کم ہے؟	118
ایک حمل سے کئی بچے	118
مساحقت	120
پہلا آسن	125
دوسرا آسن	125
جماع کے طریقے	127

☆☆☆

تالیف:

حکیم محمود خان

(والدِ گرامی مسیح الملک حکیم اجمل خان)

مرد اور عورت

ارباب نظر جانتے ہیں کہ خالقِ کائنات نے تمام جان داروں کو اپنی اپنی ضروریات...... خصوصاً شہوانی جذبات...... کی تکمیل میں ایک دوسرے کا شریک بنا کر پیدا کیا ہے اور نر و مادہ میں پوری پوری مناسبت رکھی ہے۔ پھر ان جان داروں میں سے انسان کو فہم و فراست اور ذہانت و ذکاوت سے نواز کر باقی تمام مخلوق پر اعزاز و امتیاز بخشا ہے اور ان میں بھی مردوں کو عقل کا جوہر شریف نسبتاً زیادہ ارزانی فرما کر عورتوں پر فضیلت و فوقیت عطا کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پاس ناموس اور امور خانہ داری کی نگہداشت جنہیں لازمہ عقل کہیے، مرد کی فطرت میں داخل ہیں۔ اس کے برعکس صبر و برداشت کی کمی، بے ہمتی، بدگمانی، ننگ و ناموس کا عدم احساس، شوہر کی عزت و آبرو سے بے پروائی اور جا و بے جا حرکات کا صدور، یہ سب ایسی باتیں ہیں جن سے عورتوں کے خلقی طور پر کم عقل ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔

مرد کا عورت پر یہ امتیاز صرف عام جسمانی قوتوں تک ہی محدود نہیں بلکہ شہوانی قوت میں بھی مرد ہی کو غلبہ و تفوق حاصل ہے۔ وہ کئی بار منزل

ہونے کے باوجود وظیفہ زوجیت پر قادر ہوتا ہے لیکن عورت اگر ایک بار منزل ہو جائے، تو ایک خاصی مدت تک اس کی شہوانی قوت میں کوئی ہیجان پیدا نہیں ہوتا۔

خود مردوں میں بھی مزاج کے لحاظ سے شہوت کم و بیش ہوتی ہے۔ چنانچہ جن لوگوں کا مزاج دموی......خونی......اور صفراوی ہے۔ وہ بلغمی اور سوداوی مزاج والوں سے زیادی قوی الباہ ہوتے ہیں۔

صحبت کا اثر

کوئی بیرونی اثر نہیں ہے، جو صحبت سے زیادہ انسان کی طبیعت میں دخل رکھتا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو نیک اور سادہ فطرت پر پیدا کیا ہے۔ لیکن بعد کو جس ماحول میں وہ پرورش پاتا ہے اور جیسے لوگوں میں وہ اٹھتا بیٹھتا ہے خود بھی ویسا ہی ہو جاتا ہے۔

نطفہ کی شرافت

نطفہ کی شرافت ایک ایسی حقیقت ہے جسے تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں۔ ہم آئے دن دیکھتے ہیں کہ شریفوں کے بچے ابتداً بری صحبتوں میں بیٹھ کر بگڑ جاتے ہیں لیکن جب ان کا شعور پختہ ہو جاتا ہے، تو برائیوں سے دامن کش ہو کر نیکی اور راستی کی راہ اختیار کر لیتے ہیں۔ ”ہر چیز اپنی اصل کی طرف پلٹتی ہے“ کا زریں مقولہ اسی حقیقت کی ترجمانی کرتا ہے۔

اسی طرح جو لوگ نسلی شرافت سے محروم

صحبت کیوں نہ مل جائے، ان کا دامن فطرت اس جوہر سے خالی ہی رہتا ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ نطفہ کی شرافت کبھی نہ کبھی اور کہیں نہ کہیں اپنی چمک دکھا کر ہی رہتی ہے۔ جو شخص نسلی شرافت کی دولت سے تہی دست نہیں، اس کی عقل جب بھی ناپختگی اور ناتجربہ کاری کے چوبچہ سے نکلے گی، وہ اپنی شرافت ونجابت کی پیشانی سے بدی و بدکاری کا داغ دھوڈالے گا۔ البتہ جوہر عقل کا کمال محض اللہ کی دین ہے، جسے وہ چاہتا ہے عقل سلیم سے بہرہ مند کردیتا ہے۔

عقل سلیم رکھنے والا شخص دنیا اور دنیا والوں کی برائیوں سے بچ کر نیک صحبت اختیار کرتا ہے اور یہ بالکل واضح ہے کہ دین و دنیا کی بھلائی برائی میں سب سے بڑا دخل تربیت اور صحبت کو حاصل ہے، جس سے عورت مرد دونوں یکساں طور پر اثر قبول کرتے ہیں لیکن کم عقلی چونکہ عورت کی گھٹی میں ہوتی ہے، اس لیے قبول اثر کی صلاحیت اس میں مرد سے زیادہ پائی جاتی ہے۔

اطباء کے نزدیک عادت ایک طبیعت ثانیہ ہے۔ عقل مند انسان اس ناپائیدار دنیا کی بھلائیوں اور برائیوں پر غور کرتا ہے اور اچھی طرح سوچنے سمجھنے کے بعد خدا کے اوامر ونواہی پر...... جو رسول پاک ﷺ کے ذریعہ ہم تک پہنچے ہیں...... عمل پیرا ہو کر اپنے تئیں دونوں جہان کی ذلت وشرم ساری سے بچاتا ہے۔

قوتِ باہ

جسمِ انسانی کو دیکھیے۔ بعض اعضاء طاقت ور ہوں گے، بعض درمیانی اور بعض کم زور! اور یہ ایک ایسی کھلی ہوئی بات ہے، جس پر کوئی دلیل لانے جس کا کوئی ثبوت پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔

جس شخص کا عضوِ مخصوص خلقتہً طاقت ور ہوتا ہے، اس کی قوت باہ بھی دوسروں سے قوی ہوتی ہے۔ اسی طرح جس شخص کا ادعیہ منی...... منی کی تھیلی...... پیدائشی طور پر بڑا ہوتا ہے۔ اس میں منی کی پیدائش بھی بہت زیادہ ہوتی ہے، خصوصاً جب وہ شخص خلقی طور پر بھی طاقت ور ہو۔ تمام بدن، خاص طور پر معدہ کا طاقت ور ہونا، جس کی وجہ سے غذا خوب کھائی اور بہ خوبی ہضم کی جاتی ہے، قوت باہ کے طاقت ور ہونے کا سبب ہے اور اگر اس کے ساتھ ہی ساتھ عضوِ مخصوص بھی پیدائشی طور پر طاقت ور ہو، تو ایسا شخص قوت جماع میں یقیناً نہایت قوی ہوگا۔

دموی مزاج

اگر کسی کا مزاج دموی ...... خونی ...... ہو اور یہ تمام مذکورہ صفات بھی اس میں پائی جائیں، تو ایسے شخص کی قوت باہ زندگی بھر اس کا ساتھ دے گی اور وہ مردانہ قوت میں یگانہ و یکتا ہوگا۔ کثرت مباشرت دراصل ایسے ہی شخص کو سزاوار ہے۔ جو لوگ دموی مزاج رکھتے ہیں، ان کا جسم مضبوط، معدہ قوی

اور ہضم عمدہ ہوتا ہے۔ اس لیے انہیں کبھی ضعف باہ کی شکایت نہیں ہوتی۔

صفراوی مزاج

صفراوی مزاج والا شخص، دموی مزاج والے سے قوت باہ میں کم ہوتا ہے اور زیادہ دیر نہیں ٹھہرتا، اس لیے کہ اس کے مزاج کی خشکی اس کی قوتوں کو جلد تحلیل کر دیتی ہے۔ البتہ وہ دموی مزاج والے کے مقابلہ میں جامعت پر زیادہ حریص اور زیادہ جری ہوتا ہے۔ اگر ایسا شخص جماع میں اعتدال ملحوظ رکھے، تو دموی مزاج والے کی طرح اپنی قوت کو قائم و برقرار رکھ سکتا ہے۔

بلغمی مزاج

بلغمی مزاج والا شخص اپنے مادہ مزاج کی برودت......سردی...... کے سبب زیادہ غذا ہضم نہیں کرسکتا۔ اس لیے اس کی قوت باہ کم زور ہوتی ہے۔ تاہم اس کے مزاج کی رطوبت......تری...... اسے کثرت جماع سے جلد نقصان پذیر نہیں ہونے دیتی۔ ایسا شخص دموی اور صفراوی مزاج والوں کی نسبت مباشرت کے لیے جلد تیار نہیں ہوتا۔ اس کے مزاج کی برودت جس کی اعانت رطوبت کرتی ہے، اسے زیادہ دیر تک ٹھہرنے دیتی ہے۔

سوداوی مزاج

سوداوی مزاج والا شخص، بلغمی مزاج والے سے زیادہ قوی الہضم ہوتا ہے۔ اس کے مادہ کی خشکی اس کے مزاج اور اعضاء کو قوت دیتی ہے۔ اس

لیے وہ بلغمی مزاج والے کے مقابلہ میں مباشرت کی قوت سے زیادہ بہرہ مند ہوتا ہے لیکن کثرت جماع اسے بہت جلد نقصان پہنچاتی ہے۔ ایسا شخص مادہ کی سردی اور خشکی کے سبب کثرت جماع کا قطعاً اہل نہیں ہے، نہ اس میں وظیفہ زوجیت کے لیے فوراً آمادہ ہونے کی صلاحیت ہی ہوتی ہے۔ مزاج کے مرکب ہونے کی صورت میں...... مثلاً بلغمی اور صفراوی مزاج...... جس مادہ کی زیادتی ہوگی مزاج میں اسی کی کیفیت پائی جائے گی۔ اسی طرح اگر طاقت ور جسم میں کوئی عضو، قوت یا حجم...... مقدار...... میں کم ہوگا، اس پر ضعیف ہونے کا حکم لگایا جائے گا اور قوی عضو خواہ وہ قوت کے اعتبار سے قوی ہو یا جسم کے لحاظ سے، اسے بہر حال قوی کہا جائے گا۔

زنا

مذہبی احکام اور دنیوی مسائل پر نظر رکھنے والے جانتے ہیں کہ اپنی بیوی اور شرعی کنیز کے علاوہ کسی غیر عورت خصوصاً دوسرے کی منکوحہ سے ہم بستر ہونا...... کہ زنا دراصل اسی کو کہتے ہیں...... بڑی شرمناک بدکاری ہے جس کا ثبوت نص قرآنی کی اس حد سے مل جاتا ہے کہ ”زانی مرد و عورت میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو۔“

ایسے مرد و عورت کی رسوائی الگ ہوتی ہے اور دین و دنیا کا عذاب الگ انہیں اپنی گرفت میں لے لیتا ہے۔ مانا کہ خدا رحیم و کریم اور عیبوں کی پردہ پوشی کرنے والا ہے اور اس کی ذات سے بہر حال عفو گناہ کی توقع کی

جا سکتی ہے۔ لیکن یہ نہ بھولنا چاہیے کہ حقوق العباد سے متعلق جو گناہ انسان سے سرزد ہوتے ہیں ان کی سزا سے قیامت تک چھٹکارا ممکن نہیں۔ منکوحہ عورت کے لئے شوہر کی رنجیدگی ایک الم ناک عذاب ہے جسے اللہ نے کفر قرار دیا ہے۔ چنانچہ حافظ شیرازی کا ارشاد ''کہ در طریقت ما کافری است رنجیدن'' عین صواب ہے اور محض خیر اس کے علاوہ دنیا کا کوئی مذہب اور کوئی قوم نہیں، جس نے اپنی شریعت اور اپنے قانون میں زنا کو جائز قرار دیا ہو۔

بہر کیف عقل مند انسان اس فعل بد کو بالکل پسند نہیں کرتے لیکن دنیا میں ایسے ناعاقبت اندیش اور غلط کار لوگوں کی بھی کمی نہیں جو اپنی عقل کی کوتاہی اور اپنے فہم کی ناراستی کے سبب اس بدکاری کے مرتکب ہوتے ہیں۔ خاص طور پر جوانی میں جو مادہ منویہ کے افراط و ہیجان کا زمانہ ہوتا ہے، جذبات کے چاکر اور ارادے کے کچے نوجوان مرکب شہوانیت کی باگیں بالکل ڈھیلی چھوڑ دیتے ہیں۔ اس پر طرہ یہ کہ بے تکلف دوستوں کی صحبت میں شیخیاں بگھارتے اور ڈینگیں مارتے ہیں۔ اپنی شہوت رانیوں کی داستان فخریہ لہجہ میں بیان کرتے ہیں۔ اگر کوئی شخص ان کے سر میں سر نہیں ملاتا یا ان بدکاریوں پر انہیں ٹوکتا ہے، تو اس پر ہیجڑے اور نامرد کی پھبتیاں کستے ہیں اور سمجھانے والے کا مذاق اڑاتے ہیں۔

لیکن واقعہ یہ ہے کہ بدچلن لوگ ہی زنا کی آلودگیوں میں پھنستے ہیں اور جن خوش نصیبوں کو فطرت کی طرف سے نیکوکاری اور پاک بازی کا جوہر

شریف عطا ہوا ہے، وہ اس فعل بد کو ہر حال میں سرمایہ ذلت وزبونی ہی سمجھتے ہیں۔

بدکار و نالائق نوجوان اپنے ساتھ دوسرے نوجوانوں کو بھی زنا کی نجاست میں لتھیڑنے کی کوشش کرتے ہیں اور صحبت کا اثر چونکہ ایک مسلمہ حقیقت ہے اس لیے ان کی ترغیب وتحریص بے کار نہیں جاتی۔ اکثر بھولے بھالے نوجوان اس ہم رنگ زمیں دام میں گرفتار ہوجاتے ہیں، جس کی بندشوں کو جوانی کا جوش اور جذبات کا بہاؤ اور سخت اور مضبوط کردیتا ہے۔

ایسی صورت میں کہ عمر اور نفسانی خواہشوں کے تقاضے بدبختی سے جاملیں اور کسی نوجوان کو ننگ ورسوائی کے اس گڑھے میں گرنے پر بالکل ہی مجبور کردیں تو بھی کم سے کم اسے یہ ضرور چاہیے کہ اپنے دیو نفس کا شکار ان عورتوں کو بنائے، جو نہ کسی کی بیاہتا ہوں اور نہ کسی کی مملوکہ۔ اگرچہ شریعت اس کی بھی اجازت نہیں دیتی۔

چار بیویاں

بعض نوجوان جن کے قویٰ بظاہر مضبوط اور صحت مند ہوتے ہیں، اپنی جہالت اور عاقبت نااندیشی سے اچھے برے میں تمیز نہیں کرتے اور بیسواؤں کو گھر میں ڈال لیتے ہیں یا شرعی اجازت سے ناجائز فائدہ اٹھاکر چار چار بیویاں کر بیٹھتے ہیں، ایسے لوگ درحقیقت اپنے پاؤں پر آپ کلہاڑی مارتے ہیں۔ جب ان کے جسم سے جوہر توانائی ضائع ہوجاتا ہے اور ضعف و

ناتوانی انہیں اپنے چنگل میں دبوچ لیتی ہے تو عقل ٹھکانے آ جاتی ہے۔ اپنی اس نادانی کی قیمت انہیں نت نئی مصیبتوں اور طرح طرح کے رنج و تفکرات کی صورت میں ادا کرنی پڑتی ہے۔ مزید برآں یہ کہ ایسے لوگ مباشرت کے تمام پہلوؤں سے کماحقہ، واقف نہیں ہوتے اور نہ اس کے نفع و نقصان کو سمجھتے ہیں۔ چنانچہ اس کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیتے ہیں اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وقت سے بہت پہلے ان کی قوتیں جواب دے جاتی ہیں۔ انہیں عورت سے وحشت ہونے لگتی ہے اور اگر طبیعت پر جبر کر کے وہ اس کی طرف متوجہ ہوتے بھی ہیں تو اس کے جذبات کا پیٹ بھرنے سے قاصر رہتے ہیں۔ پھر جب عورت کی پیاس نہیں بجھتی تو صبر و تحمل اور شرم و حیا کے سارے بند ٹوٹ جاتے ہیں اور وہ شرافت و ناموس کے محل سے نکل کر ذلت و کمینگی کے کوچوں میں ٹھوکریں کھانے لگتی ہے۔ اس سے میاں بیوی دونوں کی پیشانیوں پر کلنک کا ٹیکا لگ جاتا ہے تاآں کہ بعض غیرت مند لوگ ذلت و رسوائی کی تاب نہ کر خودکشی کر بیٹھتے ہیں اور یہ حرام موت انہیں دائمی عذاب میں مبتلا کر دیتی ہے۔

حالانکہ اگر انصاف کی نظر سے دیکھا جائے، تو ایک مرد بہ مشکل ایک ہی عورت کی تشفی کر سکتا ہے۔ عورت چونکہ اپنے جذبات پر پردہ ڈالنے کی قدرت رکھتی ہے اس لیے اس کی تسکین و تشفی کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ ایسی صورت میں ایک شخص کے لیے تین چار عورتیں کس طرح مناسب ہو سکتی

ہیں۔ ہاں اگر کوئی شخص اس فن میں مہارت و کمال رکھتا ہو، تو وہ عورت کے جذبات کو آسودہ کرنے پر قادر ہو سکتا ہے۔

مختصر یہ کہ فن مباشرت کے اصول و رموز سے واقفیت بہم پہنچانا ہر شخص کے لیے لازم اور ناگزیر ہے لیکن کتنے تعجب کی بات ہے کہ مباشرت کے متعلق معلومات حاصل کرنے کو نہایت شرم ناک اور خلاف تہذیب سمجھا جاتا ہے' جو ایک حقیقت بیں نظر میں کسی طرح درست نہیں۔ یہ وہ فعل ہے جس پر بقائے نسل اور صحت انسانی کا مدار ہے۔ اس لیے دنیا ہی نہیں دین کا بھی یہی تقاضا ہے کہ ہر شخص اس کے متعلق ضروری معلومات حاصل کرے۔ ورنہ بقائے نسل اور انسان کی جسمانی صحت کا تحفظ خطرہ میں پڑ جائے گا۔

جو شخص اپنی منکوحہ کی دل جوئی اور اس کے ساتھ ہمدردی کر کے اپنے گھر کو راحت و آرام کی جنت بنانا چاہے گا۔ وہ خدا کی خوشنودی کا مستوجب اور اجر عظیم کا مستحق قرار پائے گا۔ یہ کسی طرح جائز نہیں ہے کہ شریعت کی آڑ لے کر چار چار بیویاں بھی کی جائیں اور پھر ان بیویوں کی تشفی نہ ہونے کے سبب نہ صرف دنیا کی رسوائی مول لی جائے بلکہ اپنی جان عزیز کو ہلاکت میں ڈال کر آخرت کا عذاب بھی اپنے اوپر مسلط کر لیا جائے۔

فنِ مباشرت

فن مباشرت...... جسے دوسرے الفاظ میں علم عیاشی بھی کہا جا سکتا

ہے۔۔۔۔۔شروع سے لے کر آج تک ایک بہت ہی مشکل فن رہا ہے۔ اتنا مشکل کہ نہ تو آج تک کوئی ایسا شخص نظر آیا جو اس فن کو علیٰ وجہ الکمال جانتا ہو اور نہ اس موضوع پر کوئی ایسی کتاب ہی دیکھی گئی جس کے مباحث اعتبار و استفاد کے قابل کہے جا سکیں۔ بے شبہ اس فن کا اشکال ہی ہے کہ آج تک کوئی شخص اس کی طرف متوجہ نہیں ہوا۔ اگر یہ کہا جائے کہ یہ فن ذلیل و پست ہے اس لیے اہل علم نے اسے اپنی توجہ کے لائق نہیں سمجھا، تو یہ سراسر نادرست ہوگا کیوں کہ فن مباشرت علم بدن ہی کا ایک حصہ ہے جو علم طب سے تعلق رکھتا ہے اور علم طب وہ علم ہے جس کی فضلیت اور برتری کی تاریخ کے ہر دور میں تسلیم کیا گیا ہے۔

کوکا پنڈت کی کوک شاستر

بعض مدعیان فن نے اس فن پر کتابیں لکھی ہیں، لیکن ان کی حیثیت خرافات کے مجموعوں سے زیادہ کچھ نہیں۔ ان میں ایک بزرگ کوکا پنڈت صاحب ہیں، جو اپنے تئیں اس فن کا موجد قرار دیتے اور بزعم خود اپنے آپ کو اس کا بڑا ماہر سمجھتے ہیں لیکن میں حیران ہوں کہ ان صاحب نے دروغ گوئی اور مبالغہ آرائی کے سوا جو شاعروں کا شیوہ ہے، اپنی اس تصنیف میں لکھا کیا ہے؟

مثال کے طور پر اس مدعی فن نے اپنی کتاب کے آغاز میں سب

سے پہلے ایک حکایت بیان کی ہے، جو اس کی جہالت اور یتیم العقلی کا کھلا ہوا ثبوت ہے۔ اس کے علاوہ اس نے عورتوں اور مردوں کی چار چار قسمیں بیان کی ہیں لیکن یہ بتانے کی زحمت گوارا نہیں کہ عورتوں اور مردوں کی یہ قسمیں دنیا کے کون سے حصے میں پائی جاتی ہیں۔ ہزاروں نہیں بے شمار مرد و عورت نظر سے گزر چکے ہیں، لیکن اس جم غفیر میں ایک بھی متنفس ایسا نہیں پایا گیا جو کوکا پنڈت کی بیان کردی قسموں کے مطابق ہو۔ اس سے ظاہر ہے کہ یہ تقسیم محض شاعری ہے، جس میں لفاظی اور خیال آرائی کے سوا، حقیقت کا کوئی ہلکا سا شائبہ بھی نہیں۔

اسی طرح ایک اور انکشاف کا سہرا بھی اس مدعی فن کے سر ہے اور وہ یہ کہ عورتوں کی منی ہر تاریخ کو ایک خاص عضو میں ہوتی ہے۔ اگر اس تاریخ کو اسی عضو کا مساس کیا جائے، تو مباشرت کے بغیر عورت منزل ہو جاتی ہے...... یہ واہیات بات اس کے جہل کی بین دلیل ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ عورتوں کے انزال سے بھی ناواقف تھا۔ ورنہ ایسی لغو اور بے معنی بات کبھی نہ کہتا۔

عیاشی

اس زمانہ کے عیاش، جو کمال عقل سے محروم ہیں، شہوانی قوتوں کی ناتوانی کے باوجود اپنی بیوی کو چھوڑ کر غیر عورتوں سے رشتے جوڑتے ہیں اس

لیے کہ ان کا نام بھی عیاشوں کی فہرست میں لکھا جائے اور لایعنی سرخروئی انہیں حاصل ہو۔ وہ اسے بڑے فخر کی بات سمجھتے ہیں.اور ان کی نادانی اس عیب کو ایک غیر معمولی ہنر کے روپ میں ان کے سامنے پیش کرتی ہے لیکن اتنی معمولی سی بات بھی ان کی سمجھ میں نہیں آتی کہ اچھے رستے کو چھوڑ کر بری راہ اختیار کرنا عقل مندی کے سراسر خلاف ہے۔ اگر شامت اعمال سے اس بری عادت نے جڑ بھی پکڑلی ہے تو بھی تاحدا امکان عقل کے تیشہ سے ان جڑوں کو کھوکھلا کرنا چاہیے۔ ورنہ کم سے کم اتنا تو ہر حال میں فرض ہے کہ عیب کو عیب ہی سمجھ کر کیا جائے، اسے ہنر قرار دے کر تمغہ فخر نہ بنایا جائے۔ بقول شخصے: ''عیب کرنے کو ہتر یا چاہیے اور حلوا کھانے کو منہ!''

عقل و ہوش کی راہ بری میں، بیوی سے علیحدگی کا خبط اپنے دماغ سے نکال دینا اور اس کی دل داری، غم خواری اور جذبات کی تشفی کو اپنا فرض سمجھنا چاہیے اس لیے کہ بیوی کے حقوق زوجگی سے غفلت برتنا، گویا اپنے تئیں دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب میں مبتلا کرنا ہے۔

جو لوگ اپنی بیویوں سے بے توجہی کا برتاؤ کرتے ہیں اور ان سے پوری طرح خلط نہیں رکھتے، ان میں سے اکثر کی بیویاں، مایوسی و بیچارگی کے عالم میں، اپنی خواہشات نفسانی کو پورا کرنے کے لیے مساحقت...... چپٹی بازی...... کا سہارا لیتی ہیں یا پھر بحالت مجبوری غیر مردوں سے تعلق پیدا کر کے خاوند کی رسوائی کا سبب بنتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عقل مند اور

دوراندیش لوگ اپنا گھر چھوڑ کر ادھر ادھر مارے مارے نہیں پھرتے۔

عنفوان شباب میں، جب شہوانی لہریں پرجوش اور دماغی قوتیں زبردست ہوتی ہیں، مرد ہر عورت پر غالب آسکتا اور اس سے اپنی قوت و طاقت کا لوہا منوا سکتا ہے۔ اس زمانہ میں وہ کسی عورت کے جال میں نہیں پھنستا لیکن جس وقت جوانی کا نشہ اترنے لگتا ہے اور کثرت جماع کے سبب جسمانی توانائیوں خصوصاً شہوانی قوت میں زوال شروع ہوجاتا ہے تو وہ اپنی پرانی آشنا کے دام بلا میں جا پھنستا ہے اور رفتہ رفتہ اس کا دماغی خبط اس حد تک ترقی کر جاتا ہے کہ داشتہ کے تمام عیب، ہنر نظر آنے لگتے ہیں اور چونکہ اب وہ کسی اور عورت کے قابل نہیں رہتا، اس لیے اسی کے گلے پڑ جاتا ہے ادھر مردانہ قوت کے ضعیف ہو جانے سے فریق ثانی کے جذبات بھی آسودہ نہیں ہوتے اور وہ اس کی موجودگی ہی میں دوسرے مردوں سے رشتہ مواصلت استوار کر لیتی ہے۔ انجام کار اسے نہایت ذلت و خواری کے ساتھ اپنی داشتہ کے گھر سے نکلنا پڑتا ہے اور وہ اس کی شکل دیکھنے کی بھی روادار نہیں ہوتی۔ مال و زر اور گھر بار پہلے ہی آوارگی کی بھینٹ چڑھ چکے ہوتے ہیں۔ اب عزت و آبرو بھی نیلام پر چڑھا دی جاتی ہے۔

عبرت ناک انجام

ماضی و حال کے بے شمار واقعات شاہد ہیں کہ جس عقل کے دشمن نے اس کوچۂ رسوائی میں قدم رکھا، ہلاکت و تباہی سے دوچار ہوا۔ یہاں تک

کہ بڑے بڑے امرائے ذی حشم ان بیسواؤں کے پھندے میں پھنس کر در در کی بھیک مانگنے لگے۔ بزرگوں نے عزت و نیک نامی کا جو اندوختہ، سالہا سال کی کوششوں کے بعد، ان کے لیے چھوڑا تھا، وہ انہوں نے عشوہ فروشی کے بازاروں میں دھڑی دھڑی کر کے بیچ دیا اور خود اس قطعہ کے مفہوم کی جیتی جاگتی تصویر بن گئے۔

رفتی بہ بزم غیر نکو نامی تو رفت
ناموسِ صد قبیلہ بہ یک خامی تو رفت
اکنوں اگر فرشتہ نکو گویدت چہ سود
در شہرہا حکایت بدنامی تو رفت

عیاشی کے تحفے

جب تک انسان اپنے زمانہ کے عیاش مردوں اور فاحشہ عورتوں کی صحبت میں نہ بیٹھے نہ اس میں دنیا کے نشیب و فراز کا شعور پیدا ہوتا ہے، نہ مجلسی آداب کا لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے اور نہ شریفوں کی شرافت ہی اس کی مقتضی ہے کہ وہ اس قسم کے لوگوں کی صحبت اختیار کر کے اپنی نیک نامی کو پس پشت ڈال دے اور بے سوچے سمجھے ان کے نقش قدم پر چل کر اپنی عزت کو بٹہ لگائے اور دنیا کے لعن وطعن کا ہدف بنے۔

اکثر دیکھنے میں آیا کہ مآل نااندیش نوجوان پہلے تو عیاشی میں

شہرت حاصل کرتے اور اسے اپنے لیے سرمایہ فخر و ناز بناتے ہیں لیکن جب قدم ضعف کی طرف اٹھنے لگتے ہیں، جس کا پہلا مرحلہ سرعت انزال ہے، تو عیاش طبع لوگوں کے کہنے سننے سے امساک کے لیے بھنگ پینی شروع کر دیتے ہیں اور جب ضعف باہ شروع ہو جاتا ہے جو کثرت جماع کا دوسرا تحفہ ہے، تو انہی اوباشوں کے بہکائے سکھائے میں آ کر شراب نوشی کو اپنی سیاہ کاریوں کا سہارا بناتے ہیں۔ حالانکہ کہ شراب نوشی قطعاً حرام اور ان کبیرہ گناہوں میں سے ہے، جن کی سرحدیں کفر کی سرحدوں سے قریب تر واقع ہوئی ہیں۔ اس طرح یہ لوگ عیاشوں کی صحبت میں پڑ کر خود بھی ''عیاش'' کا رسوائے زمانہ اور منحوس لقب اختیار کر لیتے ہیں۔

اس قسم کے اوباش جب کسی نئے آدمی کو اپنی صحبت میں بار پانے کا موقع دیتے ہیں تو پہلے اسے لالچ اور فریب کے مختلف ہتھکنڈوں سے اپنے رنگ میں رنگتے ہیں اور اس میں بے شرمی و بے باکی کے بیج بو دیتے ہیں تاکہ وہ دوسرے لوگوں کی صحبت میں بیٹھ کر انہیں رسوا نہ کرے اور اگر دیکھتے ہیں کہ تازہ وارد بے وقوف ہے تو جب تک اس پر پورا بھروسہ نہیں ہو جاتا اور جب تک اسے اپنے جیسا نہیں کر لیتے اس وقت تک اس کو پورے طور پر اپنا شریک حال نہیں بناتے۔

اس بنا پر عقل مند انسان کا فرض ہے کہ وہ دوراندیشی کا دامن اپنے ہاتھ سے نہ جانے دے اور ان لوگوں میں اٹھنے بیٹھنے کے باوجود اپنی اور

اپنے بزرگوں کی عزت و آبرو کا خیال رکھے۔ جہاں تک ممکن ہو، ان کی تمام برائیوں سے بچے اور شراب نوشی کو تو خاص طور پر اپنے حق میں سم قاتل سمجھے جو اس زمانہ کی عیاشی کی گویا روح و رواں ہے۔

کبھی شراب نوشی کی عادت اس طرح بھی پڑ جاتی ہے کہ بعض لوگ پیدائشی طور پر ضعیف الباہ ہوتے ہیں اور کثرت جماع کی ضرورت جو لازمہ عیاشی ہے، انہیں تیر بہ ہدف نسخہ کی تلاش میں بھٹکاتے جام و ساغر کی راہ پر لگا دیتی ہے۔ وہ شراب نوشی شروع کر دیتے ہیں اور رفتہ رفتہ اس ام الخبائث کے اتنے عادی ہو جاتے ہیں کہ شراب پیے بغیر جماع پر قادر ہی نہیں ہو سکتے پھر یہ عادت بد صرف انہی تک محدود نہیں رہتی بلکہ وہ تکمیل عیش کے لیے اپنی ہم صحبت آشنا کو بھی اس کا چسکا لگا دیتے ہیں۔ بقول کسے کہ:

شراب تانخوانی بہ فجبہ حنا نیری
کہ بے حجاب شود کس بہ مدعا بدہد

فطرتِ نسوانی

مکر و فریب عورت کی سرشت میں ہے۔ یہ جو شرم اور حیا، عصمت اور وفا اس میں نظر آتی ہے۔ سب بناوٹی ہے۔ ثبوت کے لیے قرآن کا ارشاد ہے:

"اِنَّ کَیۡدَ کُنَّ عَظِیۡمٌ"...... "بے شک عورتیں بڑی مکار ہیں"......کافی

ہے۔ لہٰذا ان کی دوستی اور وفاداری پر اعتبار کرنا عقل و مذہب دونوں کے خلاف ہے۔ شیخ سعدی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں۔

زن دوست بود ولے زمانے
تا جز تو نیافت مہربانے
چوں در بر دیگرے نشیند
خواہد کہ ترا دگر نہ بیند

پس بے وقوفی ہوگی، اگر ان کے قول و فعل پر اعتماد کیا جائے کہ راستی ان کی جبلت ہی میں نہیں ہے۔ کتنی سچی بات کہی ہے کسی شاعر نے ان کے بارے میں۔

زن از پہلوئے چپ شد آفریدہ
کس از چپ راستی ہرگز نہ دیدہ

لیکن دنیا دار لوگوں کو چونکہ ان سے مفر نہیں اور دنیوی آسودگی کا ان پر انحصار ہے بلکہ اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ دنیا دوسرا نام ہی ان کا ہے۔ اس لیے مجبوراً ان سے رابطہ رکھنا ہی پڑتا ہے۔ تاہم ان کی اصلیت کو کبھی نہیں بھولنا چاہیے۔ نہ ان کی ناقص عقل پر چلنا اور ہر معاملے میں ان کی رائے اور مشورے کے مطابق عمل کرنا چاہیے کہ یہ عقل مندی کے خلاف ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ ﷺ کے متبعین نے، جو توحید کے سچے پرستار اور احکام الٰہیہ کے صدق دل سے پابند تھے، خود بھی تاہل

اختیار کیا ہے اور اپنے پیروؤں کو بھی اس کی اجازت عطا کی ہے لیکن ساتھ ہی تاہل کے ایسے ضابطے مقرر فرما دیے ہیں کہ ان پر چلنے والا نہ کبھی ٹوٹے میں رہ سکتا ہے نہ عورتوں کے جال میں پھنس سکتا ہے اور یہ سب باتیں عالمان دین سے پوشیدہ نہیں ہیں۔

مباشرت ایک قدرتی فعل ہے

حکمائے متقدمین نے عبادت وریاضت کے استغراق کی بنا پر عورتوں کی صحبت کو برا سمجھا اور ان سے علیحدگی اختیار کی۔ اس سلسلہ میں ان کے بہت سے اقوال ہیں، جنہیں بہ خوف طوالت اس مختصر رسالہ میں درج نہیں کیا جا سکتا۔

لیکن حکمائے متاخرین مثلاً جالینوس اور اس کے متبعین، شیخ الرئیس اور اس کے مقلدین بالاتفاق کہتے ہیں کہ منی بھی من جملہ دیگر فضلات بدن کے ایک فضلہ......زائد چیز...... ہے اس لیے ان فضلات کی طرح اسے بھی جسم سے خارج کرنا ضروری ہے۔ ورنہ مزاج دائرہ اعتدال سے نکل جاتا اور جسم طرح طرح کی بیماریوں کا شکار ہو جاتا ہے اور یہ بالکل ظاہر ہے کہ خارج ہونے والی چیز کو مزاج کے مطابق اعتدال کے ساتھ خارج کرنا ہی مناسب ہے۔ بعض لوگ جو عموماً جماع سے روکتے ہیں اور اس کے فوائد سے انکار کرتے ہیں، ان کا قول مشاہدہ نے بھی غلط ثابت کر دیا ہے اور تجربہ نے

بھی۔

اس کے علاوہ بقراط جیسا فاضل طبیب بھی ہمارے اس خیال کی تائید میں ہے اور جالینوس جیسا امام فن اس کی ہم نوائی کرتا ہے۔ بقراط کا بیان ہے کہ وہ آدمی جن کے جسم میں منی بہ افراط ہو، اگر جماع چھوڑ دیتے ہیں تو ان کا ہضم خراب ہو جاتا ہے اور سر بھاری رہنے لگتا ہے۔ چنانچہ طلباء کی ایک بڑی جماعت نے فلسفہ کے شوق و انہماک میں اپنے تئیں ایک مدت تک فعل مباشرت سے رو کے رکھا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ غلبہ برودت نے ان کے بدنی حرکات کو ضعیف کر دیا اور وہ بغیر کسی ظاہری سبب کے افسردہ و غمگین رہنے لگے۔ یہاں تک کہ ان میں مالیخولیا کی علامتیں نمایاں ہو گئیں۔ اس وقت میں نے انہیں جماع کا مشورہ دیا۔ جس پر عمل کرنے سے ان کی تمام بیماریاں جاتی رہیں اور وہ پورے طور پر تندرست ہو گئے۔

محمد زکریا رازی نے لکھا ہے کہ جب کوئی شخص کثرت مباشرت کا عادی رہ کر ترک جماع کرتا ہے، اسے فریسموس کی بیماری آ دبوچتی ہے بلکہ کبھی ایسا شدید درد بھی لاحق ہو جاتا ہے، جو تشنج پر منتہی ہوتا ہے۔

دوسرے اطباء بھی تسلیم کرتے ہیں کہ جب ایک طاقتور جوان شخص کے جسم میں منی کی کثرت ہو تو اس کے اخراج کے بعد طبیعت میں ایک عجیب فرحت و نشاط اور نفسانی و جسمانی حرکات میں ایک دل کشا سہولت و آسانی پیدا ہو جاتی ہے۔ رنج و غم، فکر و سواس، غصہ و غضب، مالیخولیا و جنون،

جسم کی ہلکی ہلکی آنچ اور دل کی آفسردگی جاتی رہتی ہے۔ فکر میں ایک چمک اور عضو تناسل میں ایک برقیت سی آجاتی ہے اور شہوانی خیالات کا بوجھ اتر جاتا ہے اگرچہ مباشرت معشوق کے سوا کسی اور ہی سے کیوں نہ ہو۔ اس کے علاوہ جماع سے بعض بلغمی اور سوداوی بیماریاں بھی دور ہو جاتی ہیں۔ اس لیے کہ اس سے حرارت عزیزی اور دماغی قوتیں بھڑک اٹھتی ہیں اور فضلات بدن جسم سے خارج ہو جاتے ہیں۔

جماع یقیناً مفید ہے

ان تمام باتوں کے علاوہ عقلاً محال ہے کہ جماع میں کوئی منفعت نہ ہو۔ جماع کا ایک طبعی فعل ہونا بدیہی امر ہے اور طبیعت کسی ایسی چیز کا تقاضا نہیں کرتی، جو منفعت سے خالی ہو۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ اس فعل کو اعتدال کے ساتھ اختیار کیا جائے۔ اس لیے کہ تندرستی کا قیام اعتدال ہی پر موقوف ہے۔ کثرت جماع سے اکثر و بیشتر ایسی خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں، جن کا ازالہ ناممکن ہوتا ہے، جیسا کہ آگے چل کر ہم کثرت جماع کے نقصانات میں بیان کریں گے۔ ساتھ ہی جماع نہ کرنے سے جو مضرتیں پہنچتی ہیں، ان کا ذکر بھی ترک مباشرت کے زیر عنوان تفصیل سے کیا جائے گا۔ مختلف مزاج کے لوگوں کو اپنی صحت قائم رکھنے کے لیے، فعل مباشرت اپنے مزاج کی رعایت سے سرانجام دینا چاہیے۔ ہر ایک مزاج میں مجامعت کی قوت اور

استعداد کس قدر ہوتی ہے۔ یہ آپ گزشتہ صفحات میں پڑھ چکے ہیں۔

ایک سے زیادہ بیویاں

فاحشہ عورتوں کو گھر میں ڈال کر یا ایک سے زیادہ شادیاں کر کے خود کو مصیبت کے جال میں پھنسانا عقل مندی کے سراسر خلاف ہے۔ کتنی پیاری بات کہی ہے کہنے والے نے۔

اسیر زن نتواں شد بہ سال ہائے دراز
برائے یک دم شہوت کہ خاک بر سرِ او

زمانہ کے حالات سے ظاہر ہے کہ دنیا میں خود غرضی کا راج ہے۔ مرد اور عورت کی باہمی محبت کی بنیاد بھی وہ خود غرضی ہے، جو صرف چند روزہ جوانی کے جوش اور شہوانیت کی تسکین طلبی سے پیدا ہوتی ہے۔ اس کے بعد ایک عورت ہو یا دو تین اور چار ہوں، سب برابر ہیں۔ البتہ جب شہوانی قوت رو بہ زوال ہوتی ہے، حرص و ہوس کے چراغ کی لو تیز ہو جاتی ہے بہ قول کسے۔

مرد چوں پیر شود، حرص جواں می گردد

مرد کا شعلہ شہوت بجھ جانے کے بعد اس کی کوئی خاص غرض عورت سے وابستہ نہیں رہتی۔ جو شخص آسودہ حال ہوتا ہے ہر ایک اس کی دوستی کا دم بھرتا ہے۔ یہاں تک کہ ماں باپ بھی جن کا رشتہ دنیا کے تمام رشتوں سے

زیادہ بے لوث اور پائیدار ہوتا ہے۔ راحت و آسودگی کے بغیر خاطر خواہ خوش نہیں ہوتے، چہ جائے کہ بیوی، جو خون کے اعتبار سے ہوتی ہی غیر ہے۔ اس کا جب کوئی جنسی تعلق شوہر سے باقی نہیں رہ جاتا، تو اسے صرف کھانے پہننے کی آسودگی ہی شوہر سے وابستہ رکھتی ہے۔

دنیا دار اس حقیقت کو بخوبی سمجھتے ہیں کہ عقل مند انسان اس قسم کے معاملات میں جتنا محتاط رہے گا، اس کے انجام پر جس قدر نظر رکھے گا۔ اسی قدر راحت و آرام سے رہے گا۔ رہی وہ باتیں جن کا تعلق تقدیر سے ہے اور جن کو سمجھنا ہمارے دائرہ عقل سے خارج ہے سو ان کے بارے میں کچھ کہا ہی نہیں جا سکتا۔

کثرت مباشرت

اولاد کی زیادتی دنیا اور اس کے تعلقات کی زنجیروں میں اضافہ کرتی ہے۔ اور قرائن سے ظاہر ہے کہ کثرت اولاد، کثرت مباشرت کا نتیجہ ہوتی ہے۔ یعنی کثرت نکاح سبب ہے کثرت جماع کا، اور کثرت جماع سبب ہے کثرت اولاد کا۔ اس اعتبار سے نکاح کی قلت اور مجامعت کی کمی امن و آسودگی کا سبب قرار پاتی ہے۔ اس کے علاوہ جہاں تک تندرستی کو قائم رکھنے کا تعلق ہے اس کے لیے مباشرت میں اعتدال سے کام لینا ہی مناسب و موزوں ہے۔ اس سے نہ صرف قوت شہوانی کی عمر طویل ہوتی ہے بلکہ صحت

اور جسمانی قوتیں بھی بحال رہتی ہیں لیکن عاقبت نااندیش لوگ دن رات میں کئی کئی بار ہم بستری کر کے تھوڑے ہی دنوں میں اپنے آپ کو اتنا کمزور کر لیتے ہیں کہ اس کے بعد روزانہ ایک بار جماع کرنا بھی ان کے بس کا روگ نہیں رہتا۔

ایسے لوگ باوجود کئی کئی بار مباشرت کرنے کے عورت کی تشفی نہیں کر سکتے' ان کا مقصد صرف اپنی خواہش نفسانی کا پیٹ بھرنا ہوتا ہے۔ طرف ثانی کے جذبات سے انہیں کوئی غرض نہیں ہوتی۔ اس لیے کہ ان کی جہالت و لاعلمی ان پر عورت کے انزال و تشفی کا راز ظاہر نہیں ہونے دیتی۔

عورت کی شہوت مرد سے کم ہوتی ہے

کھلی ہوئی بات ہے کہ جب مجامعت سے عورت کو انزال نہیں ہوگا اور اس کی آتش شہوانیت بدستور بھڑکتی رہے گی، تو وہ دوبارہ ہم بستری کی خواہش کا جواب انکار میں کیسے دے سکتی ہے؟ نادان مرد اس کے اس عدم انکار کو اس کی شدت شہوت پر محمول کر کے بار بار مجامعت کرتا ہے۔ تاآنکہ اس کا اپنا سرمایہ شہوت تو ختم ہو جاتا ہے لیکن عورت کی خواہش نفسانی میں کوئی تھکن پیدا نہیں ہوتی۔ ناچار وہ عورت کو پُر شہوت خیال کرنے لگتا ہے۔ یہ اسی قسم کے واقعات کی کثرت کا نتیجہ ہے کہ ہر خاص و عام کی زبان پر عورت کے غلبہ شہوت کے افسانے جاری ہو گئے ہیں حالانکہ یہ بالکل غلط ہے...... جو

لوگ عورت کی شہوت کو مرد کی شہوت سے دوگنی یا دس گنی بتاتے ہیں، وہ خام خیالی میں مبتلا ہیں اور اس میں حقیقت کی کوئی جھلک نہیں۔

عورت میں شہوت کی کمی کا راز

میرے ناقص خیال میں اس غلط فہمی کی بھی وجہ ہے اور وہ یہ کہ فن مباشرت چونکہ عام طور پر معیوب سمجھا جاتا ہے...... اتنا معیوب کہ سرے سے یہ فن ہی معدوم ہو گیا ہے اس لیے لوگ اس کی طرف توجہ کرتے ہوئے شرماتے ہیں اور اگر کوئی ہمت کر کے اس موضوع پر کچھ کہتا بھی ہے تو اس کی بات سنی نہیں جاتی۔ اگر صورت حال یہ نہ ہوتی۔ اس موضوع پر کہنا سننا اور لکھنا پڑھنا اگر اتنا معیوب نہ سمجھا جاتا تو اس فن کی نزاکت اور خوبیوں پر غور وفکر کی مختلف راہیں نکلتیں۔ لوگ اس کی حقیقت سے واقف ہوتے اور اس کے اصولوں کو برت کر عورتوں کے جذبہ شہوت کی تسکین کا سامان فراہم کرتے۔ اس سے معلوم ہو جاتا کہ شہوت زنانی کی اصل و حقیقت کیا ہے؟ اور اپنی لاعلمی کو عورت کی دوگنی اور دس گنی شہوت کی تاویل کے پردہ میں چھپانے کی ضرورت پیش نہ آتی' جو ایک دعویٰ ہے، دلیل سے خالی، اور ایک بات ہے، حجت سے محروم!

بہر حال واقعہ یہی ہے کہ عورت میں مرد سے کم شہوت ہوتی ہے۔ جس کا کھلا ہوا ثبوت یہ ہے کہ از روئے طب عورت کا مزاج ''سرد تر'' ہے

اور یہ ظاہر ہے کہ سردی قوتوں کو مردہ اور بے جان کرنے والی ہے۔ پھر اگر عورت میں مرد سے زیادہ شہوت ہوتی، تو قرآن مردوں کو دو دو تین تین اور چار چار بیویاں کرنے کی ہرگز اجازت نہ دیتا۔ بلکہ اس کا حکم اس کے برعکس ہوتا۔

متذکرہ طبی اور مذہبی دلیلوں کے علاوہ واقعات و مشاہدات بھی ہمارے اس دعوے کی تائید کرتے ہیں۔ ہزاروں لاکھوں میں سے کوئی ایک مثال بھی ایسی پیش نہیں کی جاسکتی جس میں کسی عورت نے محض غلبہ شہوت کی بناپر اپنے شوہر کو چھوڑ دیا ہو بلکہ عموماً یہی پایا گیا ہے کہ وہ مردوں کی بے پروائی سے دل شکستہ و بیزار ہوکر بری صحبت میں پڑ جاتی ہیں۔ پھر ایسے واقعات بھی شریف عورتوں میں نہیں بلکہ رذیل عورتوں میں دیکھے جاتے ہیں اور وہ بھی اتنے کم کہ النادر کالمعدوم کے حکم میں آتے ہیں۔ اس کے برعکس بہت سی عورتیں اپنے شوہر کی نامردی کا عیب چھپاتی ہیں اور اپنی ساری زندگی انہی کے پہلو میں بسر کردیتی ہیں۔ اس کے علاوہ جو عورتیں عین عالم شباب میں بیوہ ہوجاتی ہیں ان میں سے اکثر جیتے جی دوسرے شوہر کا منہ نہیں دیکھتیں۔

سوچنے اور انصاف سے دیکھنے کا مقام ہے کہ اگر عورت کی شہوت زیادہ ہوتی تو اس قسم کے بے شمار واقعات کیوں رونما ہوتے؟ با ایں ہمہ نقص و بے اعتدالی مرد کو کوئی نہیں پوچھتا جو اپنی تمام برائیوں اور کمزوریوں کا بوجھ

عورت پر ڈال دیتا ہے۔ حالانکہ کہ ان کی شہوت کی زیادتی کا عقلاً یا نقلاً کوئی ثبوت موجود نہیں ہے۔

البتہ عورتوں کو اس وقت پرشہوت کہا جاسکتا تھا، جب ان کو بھی مرد کے ساتھ کئی بار انزال ہوتا اور اس کے باوجود ان کی شہوت قائم رہتی۔

عام لوگوں پر عورت کی شہوت کا صحیح حال اس لیے بھی ظاہر نہیں ہوتا کہ وہ اپنی بات چھپاتی ہیں اور دل کا بھید نہیں بتاتیں۔ اس سے ناواقف مرد انہیں شہوت ناک سمجھنے لگتے ہیں ورنہ اگر عورت محبت یا کسی اور جذبہ کے زیر اثر مرد سے بے تکلف ہو جائے، تو مرد کے لیے اپنی کمزوری کی بنا پر اس کے جذبہ شہوت کو تسکین دینا اور اس سے پیچھا چھڑانا مشکل ہو جاتا ہے۔

اس غرض کے لیے سب سے مقدم اور ناگزیر یہ ہے کہ مرد میں خواہش نفسانی کی افراط ہو، وہ مجامعت کے لیے فوراً تیار ہو سکتا ہو اور پھر اس فن سے واقفیت بھی رکھتا ہو۔ اگر یہ تینوں باتیں جمع ہو جائیں تو عورت مرد کی طرف خوب راغب ہوتی ہے اور اس کی شہوانیت کا پیٹ بھی اچھی بھر جاتا ہے۔

تجربہ کار لوگوں کا کہنا ہے کہ گر مرد فن مباشرت سے واقفیت رکھتا ہو تو اپنی شہوت کی کمی کے باوجود عورت کی تشفی بخوبی کر سکتا ہے۔ فن کی واقفیت، شہوت کی کمی کی تلافی کر دیتی ہے۔ جس سے طرفین میں رنجش و بدمزگی پیدا نہیں ہونے پاتی اور وہ ساری زندگی ہنسی خوشی بسر کر سکتے ہیں لیکن اگر مرد

میں شہوت بھی کم ہو اور وہ اس فن سے واقف بھی نہ ہو، تو اسے اس کام کے پاس بھی پھٹکنا نہیں چاہیے۔ ورنہ بہت سی خرابیاں پیدا ہو جائیں گی اور عزت و آبرو خاک میں مل جائے گی۔ خاص طور پر اس وقت جب نکاح کسی فاحشہ عورت سے کیا گیا ہو۔

مباشرت بہ لحاظ عمر و مزاج

زمانہ کی رفتار روز بہ روز تیز ہو رہی ہے اور جتنی جتنی رفتار تیز ہوتی جاتی ہے، انسان کی ذمہ داریاں اور الجھنیں بڑھتی جاتی ہیں جن کی وجہ سے طبیعت سکون و اطمینان سے تہی دست رہتی ہے اور انسان دنیوی تعلقات سے بے فکر ہو کر راحت و آرام کی زندگی بسر نہیں کر سکتا اور نہ اس کی ذہنی و جسمانی قوتوں کو پروان چڑھنے کا موقع ملتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بیٹا، باپ کے قوئ سے محروم رہتا ہے اور نسلیں آہستہ آہستہ کمزور ہوتی جا رہی ہین۔ ایسے حالات میں اشد ضرورت ہے کہ لڑکوں کو بیس سال کی عمر تک جنسی تعلقات سے بے خبر رکھا جائے۔ مجامعت کا تو ذکر ہی کیا' انہیں عورتوں کے پاس بھی نہ پھٹکنے دیا جائے۔ اس لیے کہ عورتوں سے میل ملاپ ان کی طبیعت میں ہیجان پیدا کر دیتا ہے اور خواہش جماع ان کے اعصاب پر سوار ہو جاتی ہے۔

بیس سے تیس سال کی عمر تک

سن و سال کا یہ نازک مرحلہ بہ خیر وخوبی طے کر لینے کے بعد بیس سے تیس سال کی عمر تک بلحاظ مزاج وقوت، مجامعت کی جائے اور چونکہ قوت شہوانی مختلف مزاج کے لوگوں میں مختلف ہوا کرتی ہے۔ اس لیے دموی...... خونی...... مزاج والا شخص، جس کے اعضاء صحیح وسالم ہوں' قوتوں میں جان ہو اور جسم و ذہن ہر قسم کی بیماری اور تفکرات سے محفوظ ہوں' اگر دن رات میں ایک مرتبہ مباشرت کرے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

صفراوی مزاج والے کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

بلغمی مزاج والے کو ایک دن بیچ مجامعت کرنی چاہیے۔

اور سوداوی مزاج والا ہر چوتھے دن مباشرت کرے۔ اس سے آگے ہرگز نہ بڑھے۔

تیس سے چالیس کی عمر تک

تیس سے چالیس سال کی عمر تک اگر دموی المزاج روزانہ مباشرت نہ کرے تو بہتر ہے۔

صفراوی مزاج والے کے لیے ایک دن بیچ مباشرت کرنا مناسب ہے۔

بلغمی مزاج والا ہفتہ میں دو بار بلکہ ایک ہی بار مجامعت کرے تو بہتر ہے۔

اور سوداوی مزاج والے کے لیے ہفتہ میں صرف ایک بار جماع کی

اجازت ہے۔ بلکہ مناسب تر یہ ہے کہ اس مزاج کا شخص دو ہفتہ میں صرف ایک بار صحبت کرے۔

چالیس سے پچاس سال کی عمر تک

چالیس سے پچاس سال کی عمر تک دموی المزاج کو ہفتہ میں ایک بار اور زیادہ سے زیادہ دو بار مجامعت کرنی چاہیے۔

صفراوی مزاج کے لیے وہ ہفتہ میں ایک مرتبہ اور زیادہ سے زیادہ دو مرتبہ جماع کی اجازت ہے۔

بلغمی مزاج کے لیے تین ہفتہ میں ایک دفعہ اور زیادہ سے زیادہ دو دفعہ ہم بستری جائز ہے۔

اور سوداوی مزاج کو چار ہفتے میں ایک بار اور زیادہ سے زیادہ دو بار مباشرت مناسب ہے۔

پچاس سے ساٹھ سال کی عمر تک

پچاس سے ساٹھ سال کی عمر تک دموی المزاج کو دو ہفتہ میں ایک بار۔

صفراوی مزاج کو تین ہفتہ میں ایک بار۔

بلغمی مزاج کو پانچ ہفتہ میں ایک بار۔

اور سوداوی مزاج کو چھ ہفتہ میں ایک بار مجامعت کرنی چاہیے۔ اس سے آگے بڑھنا ہرگز مناسب نہیں۔

بلکہ اگر بلغمی اور سوداوی مزاج والے اس عمر میں مباشرت سے پرہیز

ہی کریں تو زیادہ بہتر ہے۔

ساٹھ سال کی عمر کے بعد۔

اور جب عمر اپنی ساٹھویں منزل طے کر چکے تو ہر قسم کے مزاج والوں کو ترک جماع لازم ہے۔ اس موقع پر اطباء کا ایک اور قول بھی نقل کیے جانے کے قابل ہے کہ ''صحت مند لوگوں کو بیس سے تیس سال کی عمر تک ہفتہ میں ایک یا دو دفعہ اور تیس سے چالیس سال کی عمر تک مہینہ میں دو یا تین مرتبہ مجامعت کرنی چاہیے۔ اس کے بعد ادھیڑ عمر میں چالیس سالکے بعد کمزوروں کے لیے ہم بستری مناسب نہیں ہے۔''

پھر یہ واضح رہے کہ دموی مزاج دوسرے تمام مزاج والوں سے قوی ہوتا ہے اور اسے جماع سے نقصان کم پہنچتا ہے۔ اس کے بعد صفراوی مزاج والوں کا نمبر ہے اور بلغمی یا سوداوی مزاج رکھنے والوں کو تو کثرت جماع کسی طرح مناسب ہے ہی نہیں۔ کیونکہ وہ پیدائشی طور پر کمزور ہوتے ہیں۔

بہرحال مباشرت کی کمی بیشی مزاج پر موقوف ہے جس قدر مادہ منویہ کی کثرت ہو اسی کے مطابق جماع کریں۔ اندھا دھند اس فعل میں لگ جانا گویا اپنی موت کو آپ دعوت دینا ہے۔

ایک بہت ضروری بات

منی کی تھیلی تین یا چار دفعہ کی مجامعت سے بالکل خالی ہو جاتی ہے۔

جو کوئی اپنے مزاج کے خلاف اس فعل کو انجام دیتا ہے اس کا عمدہ اور بہترین

خون...... جو انسانی قوتوں کا کما جا ہے...... ضائع ہو جاتا ہے، اور پھر اس کا بدل ملنا دشوار ہوتا ہے۔

مختصر یہ کہ کثرت جماع سے ہر وقت اور ہر حالت میں دامن بچانا ضروری ہے۔اس سے شہوانی قوتیں ہی برباد نہیں ہوتیں، کسی شدید مرض کے پیدا ہونے کا کھٹکا بھی لگا رہتا ہے۔

ہمارے زمانہ کے نوجوان لڑکوں کی حالت بہت افسوسناک ہے۔ دس بارہ سال کی عمر ہی میں، جب کہ طبعی قوتیں پوری طرح ابھرتی بھی نہیں وہ بداعمالیوں کے دامن میں پھنس کر بیس سال کی عمر تک اپنی جوانی کی ساری پونجی ہاتھ سے دے بیٹھتے ہیں اور طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا ہو کر اپنی پوری زندگی کو جہنم بنا لیتے ہیں۔ رسوائی اس پر مستزاد ہوتی ہے۔

ایسے کمزور لوگوں کے نطفہ سے جو اولاد عرصہ وجود میں قدم رکھتی ہے وہ بھی کمزور ہوتی ہے پھر دنیا کے رنج و فکر ان کی اس کمزوری کو اور بڑھا دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آنے والی نسلوں شکل و صورت تبدیل اور قوتیں تباہ ہوتی جاتی ہیں۔

چنانچہ ہر عقل مند آدمی کا فرض ہے کہ وہ اپنی اولاد کو بری صحبت سے بچائے۔ بیس سال کی عمر تک اس کی شادی نہ کرے بلکہ عورتوں سے میل جول بھی نہ رکھنے دے۔ پھر جب اس کی شادی کر دے اس وقت بھی حفاظت کی نگاہ اس سے نہ ہٹائے۔ اسے برابر نصیحت کرتا رہے۔ نہ یہ کہ خود

غفلت و بے پروائی کی چادر تان کر سو جائے اور اسے دنیا کے تباہ کن رستوں میں ٹھوکریں کھانے کے لیے چھوڑ دے۔

عمر کے تقاضے

انسان اپنی زندگی میں عمر کی مختلف منزلوں سے گزرتا ہے اور ہر منزل کے تقاضے الگ الگ ہوتے ہیں۔ چنانچہ بچپن میں فرحت و خوشی کی استعداد بہت ہوتی ہے۔ طبیعت ہر وقت چونچال اور دل میں ہمہ وقت ایک امنگ رہتی ہے جیسے بہار کا موسم ہو یا نشہ کی حالت۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس عمر میں جسم کے اندر حرارت اور رطوبت کا غلبہ ہوتا ہے۔ زندگی کا دامن تجربوں سے خالی اور عقل اچھے برے میں تمیز کرنے سے بے نیاز!

جوانی میں حرارت قدرے تیز اور مزاج خشکی کی طرف مائل ہوتا ہے طبیعت میں سرور کی طلب جوت جگاتی اور عیاش لوگوں کی صحبت اور عیش و نشاط کے سامان کا تقاضا کرتی ہے۔ یہ باتیں چونکہ عقلی فائدوں کے لیے نہیں محض جسمانی لذتوں کے حصول پر مبنی ہوتی ہیں اس لیے کھیل کود، ہنسی دل لگی اور ہفوات و خرافات اس منزل کا عنوان بنتے ہیں۔

ادھیڑوں میں اگرچہ حرارت کا غلبہ اتنا تو نہیں ہوتا جتنا جوانوں میں ہوتا ہے لیکن بوڑھوں پر وہ بہر حال فوقیت رکھتے ہیں اس لیے نقصان کے قدم تیز نہیں ہوتے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے اخلاق و عادات، جرأت و

شجاعت اور محبت وعداوت میں اعتدال پایا جاتا ہے۔

بڑھاپے میں مزاج سردی اور خشکی سے مغلوب ہوتا ہے۔ پچھلی عمر کے تجربے طبیعت میں استقلال پیدا کردیتے ہیں اور لغو و فضول باتوں سے یقین متاثر نہیں ہوتا۔ طبیعت عقلی دلائل سے مانوس ہوجاتی ہے اور تعلیم و تلقین کے لیے بے چین رہتی ہے۔

مرد کو انزال جلد کیوں ہوتا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے مردوں کو زیادہ شہوت عطا فرما کر عورتوں پر امتیاز بخشا ہے اور یہ وہ بات ہے جس کا ثبوت تجربہ اور مشاہدہ دونوں سے ملتا ہے۔ اس لیے مزید کسی دلیل کی حاجت نہیں۔ تاہم مرد کو عورت کے مقابلہ میں انزال جلد ہوتا ہے، جس کی وجہ یہ ہے کہ مرد میں حصول لذت کی خواہش تیز ہوتی ہے۔ یہ خواہش منی زیادہ پیدا کرتی ہے اور منی کی کثرت مرد کے جلد منزل ہونے کا سبب بنتی ہے۔

اس کے علاوہ مرد کی منی کمر سے نکلتی ہے جو اعضائے تناسل سے قریب ہے اس لیے اس میں جلد تحریک پیدا ہوکر انزال بہ سرعت ہوجاتا ہے اور جس قدر لذت زیادہ ہوتی ہے اس قدر منی زیادہ نکلتی ہے۔

مرد کے جلد منزل ہونے کا ایک بڑا سبب یہ بھی ہے کہ اس کا مزاج گرم خشک ہے۔

اسی کے برعکس عورت کی منی چھاتیوں سے اترتی ہے اور بُعد مسافت کی وجہ سے ان کی شہوت بہت دیر میں بیدار ہوتی ہے۔ پھر عورتوں کا مزاج بھی سرد وتر ہے جس کی بناء پر ان میں منی کی پیدائش کم اور انزال دیر میں ہوتا ہے۔

عورت کے خصیے اندرون جسم کیوں ہیں؟

حکیم علی الاطلاق نے مرد کے خصیے باہر کی طرف رکھے ہیں اور عورت کے خصیے اندرون جسم رحم...... بچہ دانی...... کے دونوں جانب پیدا کیے ہیں تا کہ عورت اور مرد دونوں کو انزال ایک ساتھ یا قریب قریب ساتھ ہو اور حمل قرار پا سکے۔

مرد کا مزاج چونکہ گرم ہوتا ہے اس لیے جماعی حرکات منی میں جلد تموج پیدا کر دیتی ہیں۔ اگر مرد کے خصیے بھی اندر ہوتے تو جسمانی حرارت اور جماعی حرکات سے شدید ہیجان پیدا ہو کر انزال اور بھی جلد ہو جایا کرتا۔ چنانچہ مرد کے خصیوں کو دو مصلحتوں کے پیش نظر باہر پیدا کیا گیا۔ ایک یہ کہ وہ جسمانی حرارت کے اثر سے محفوظ رہیں اور دوسرے یہ کہ بیرونی سردی سرعت انزال کے لیے روک بن جائے۔

عورت کی منی سرد ہونے کی وجہ سے دیر میں خارج ہوتی ہے۔ اس کے باوجود اگر اس کے خصیے بھی مردوں کی طرح باہر رکھے جاتے، تو وہ رحم

سے دور ہو جاتے اور جماعی حرکات سے انہیں حرارت نہ پہنچتی۔ اس طرح عورت کو اور بھی زیادہ دیر میں انزال ہوا کرتا۔ لہٰذا حکیم مطلق نے اپنی حکمت سے عورت کے خصیے جسم کے اندر پیدا کیے ہیں تا کہ جسم اور جماعی حرکات کی گرمی ان کی منی کو جلد رقیق کر دے اور انہیں نسبتاً جلد انزال ہو۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو دونوں کا ایک ساتھ منزل ہونا ناممکن تھا اور جب انزال ساتھ نہ ہوتا تو حمل بھی قرار نہ پاتا۔ حالانکہ حصول لذت کے علاوہ جماع کی طرف عوام و خواص کے میلان طبیعت کی اگر کوئی بنیاد ہے تو وہ صرف استقرار حمل ہے۔ کہ حمل سے انسان کی پیدائش مقصود ہے اور انسان کی پیدائش پر دنیا کی آبادی کا انحصار ہے۔

انسان کا عُضوِ تناسل نمایاں کیوں ہے؟

مرد کا عضو تناسل دوسرے حیوانات کے خلاف، اگر ایستادہ نہ ہو، تو بھی نمایاں...... دکھائی دیتا...... رہتا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ خدا نے تمام جانوروں میں کمر اور پیٹ کے درمیان فاصلہ رکھا ہے جہاں ان کا عضو غیر ایستادگی کی حالت میں پوشیدہ رہتا ہے اور صرف شہوت و انتشار کے وقت ہی نمایاں ہوتا ہے لیکن انسان میں ایسا کوئی فاصلہ موجود نہیں ہے۔ لہٰذا اس کا عضو تناسل جسم کے باہر ظاہر و نمایاں رہتا ہے۔

عضوِ مخصوص کی بناوٹ؟

خالق ارض وسما نے انسانی عضوِ تناسل کی بناوٹ کچھ اس طرح رکھی ہے کہ وہ سکڑ کر چھوٹا ہو جانے کے باوجود نمایاں رہتا ہے اور یہ چیز انسان کو دوسرے تمام حیوانات سے ممتاز کرتی ہے یہی نہیں۔ اعضائے انسانی میں صرف عضو تناسل ہی کو یہ عجیب خصوصیت حاصل ہے کہ وہ شہوت کے وقت یک بارگی دراز و فراخ ہو جاتا ہے اور شہوت زائل ہونے کے بعد پھر سکڑ کے اپنی اصلی حالت پر آ جاتا ہے۔

ایک ہی عضو میں حسب ضرورت دو متضاد حالتیں پیدا کرنے میں قدرت کی خاص مصلحت ہے جو اس کے مخصوص فعل کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ ورنہ مقصد اگر محض پیشاب کا اخراج ہی ہوتا تو اسے اتنا لمبا پیدا کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ اس غرض کے لیے عورتوں اور خواجہ سراؤں کی طرح جلد بدن میں صرف ایک سوراخ ہی کافی ہوتا۔

اس سے ظاہر ہے کہ عضو مخصوص کو لمبا پیدا کرنے سے قدرت کی سب سے بڑی منشا یہ ہے کہ اس سے فعل جماع انجام دیا جائے اور اس کے ذریعہ منی کو رحم...... بچہ دانی...... میں پہنچایا جائے تاکہ توالد و تناسل کا سلسلہ جاری رہے۔

عضو تناسل کو مستقل طور پر ایستادہ اس لیے پیدا نہیں کیا گیا کہ

ایستادگی...... کھڑے ہونے...... کی ضرورت صرف جماع کے وقت ہوتی ہے جو گاہے بگاہے روبہ عمل آتی ہے۔ اس کے برعکس غیر ایستادگی...... ڈھیلے پن...... کی ضرورت پیشاب خارج کرنے کے لیے ہوتی ہے جو اکثر و بیشتر درپیش رہتی ہے۔ چنانچہ پیدا تو اسے غیر ایستادگی کی حالت میں کیا گیا، لیکن فعل جماع کی انجام دہی کے لیے ایستادگی کی استعداد اس میں رکھ دی گئی۔ اس کے علاوہ عضو تناسل کو گوشت سے بنایا گیا، جس سے مقصد صرف یہی ہے کہ وہ ضرورت کے مطابق گھٹ بڑھ سکے۔

عضوِ مخصوص سے خارج ہونے والی رطوبتیں

پیشاب اور منی کے علاوہ دو رطوبتیں اور بھی ہیں جو عضو مخصوص کی نالی سے خارج ہوتی ہیں اور وہ ہیں۔ مذی اور ودی۔

ودی ایک لیس دار رطوبت ہے جو پیشاب کا ارادہ کرتے وقت اسی کی گزرگاہ...... نالی...... سے خارج ہوتی ہے۔ پیشاب چوں کہ بہت تیز ہوتا ہے اور دیر تک آتا رہتا ہے اس لیے ودی پیشاب سے پہلے خارج ہو کر نالی کو چکنا اور لیس دار کر دیتی ہے تاکہ پیشاب کی تیزی اور تسلسل نالی میں خراش پیدا نہ کر سکے۔

ودی اس گلٹی...... غدہ...... سے پیدا ہوتی ہے جو مثانہ کی گردن کے پاس واقع ہے اور وہ اس صورت سے نکلتی ہے کہ پیشاب کے مثانہ میں

حرکت کرنے سے اس گلٹی پر دباؤ پڑتا ہے اور یہ پیشاب سے پہلے خارج ہو کر نالی کو چکنا کر دیتی ہے۔ جب ودی مقدار میں بڑھ جاتی ہے تو گاڑھی ......غلیظ......ہو جاتی ہے اور پیشاب کے بعد بھی نکلتی ہے۔

مذی بھی ایک چکنی اور لیس دار رطوبت ہے جو شہوت کے شروع میں نکلا کرتی ہے۔ اس کی غرض بھی یہ ہوتی ہے کہ نالی میں چکناہٹ اور لچک پیدا کر دے تاکہ منی کی تیزی سے کسی قسم کی خراش نہ ہونے پائے۔ یہ رطوبت جس گلٹی سے پیدا ہوتی ہے، وہ مثانہ کی گردن کو محیط ہے۔ ابتدائے شہوت کے وقت جب عضو مخصوص میں تحریک پیدا ہوتی ہے تو اس گلٹی پر دباؤ پڑتا ہے اور مذی نکل کر بہنے لگتی ہے۔

میرے خیال میں مذی خصیوں کی غذا کا فضلہ ہے۔ چنانچہ شیخ الرئیس بوعلی سینا نے اسے ثابت کیا ہے لیکن اس کے خارج ہونے کا رستہ نہیں بتایا۔ شاید ایک ہی رستہ ہو۔ اس کے علاوہ مذی میں وہ حقیقی سفیدی بھی نہیں ہوتی جو منی میں ہوتی ہے۔ شیخ الرئیس نے بھی یہی لکھا ہے کہ ''مذی چونکہ اوعیۂ منی......منی کی تھیلی......میں نہیں پکتی۔ اس لیے وہ حقیقی سفیدی سے محروم رہتی ہے۔ تاہم منی سے مشابہ ہونے کی وجہ سے اسے مجازی منی بھی کہتے ہیں اور یہی خصیوں کی غذا کا فضلہ ہے۔''

انتشار

اس عالم اسباب میں کوئی حرکت نہیں، جو بغیر محرک کے وجود میں آئے، یعنی حرکت اس وقت تک نہیں ہوتی جب تک کوئی حرکت میں لانے والی چیز نہ ہو۔ چنانچہ حرکت جماع...... فعل جماع...... کے لیے تین محرک قرار دیئے گئے ہیں۔ روح، ریح، اور خون۔ دوسرے الفاظ میں ان تین چیزوں کے سہارے عضو مخصوص کھڑا اور فعل جماع تکمیل پذیر ہوتا ہے۔

روح، ریح اور خون سے انتشار...... ایستادگی...... اس طرح پیدا ہوتی ہے کہ عضو مخصوص کو پولا بنایا گیا ہے تا کہ وہ تناؤ اور بڑھاؤ کو جلد قبول کر سکے۔ یہی وجہ ہے کہ جب زبردست ریح، بہت سا خون اور روح شہوانی عضو مخصوص کی تجویف...... پولی جگہ...... میں داخل ہوتے ہیں اور لذت کا احساس گدگدی پیدا کرتا ہے تو وہ لمبائی چوڑائی میں بڑھ کر پھول جاتا ہے لیکن سر قضیب...... حشفہ...... میں بڑھاؤ نسبتاً بہت کم ہوتا ہے۔ اس لیے کہ حشفہ کے رگ پٹھے اس قسم کے ہیں کہ ان میں بڑھنے اور پھولنے کی صلاحیت نہ ہونے کے برابر ہے۔ پھر یہاں کے مسامات بھی تنگ ہیں کہ اگر وہ کشادہ ہوتے تو جو روح اور ریح وہاں تناؤ پیدا کرنے کے لیے داخل ہوتے ہیں، وہ فعل جماع کی تکمیل سے پہلے ہی بخارات بن کر نکل جاتے اور انتشار جلد ہی ختم ہو جاتا۔ اس کے علاوہ حکیم مطلق نے سر کی جلد کے مسامات بھی تنگ

بنائے ہیں کہ تناؤ کے وقت روح اور ریح اس جگہ جمع ہو کر گھٹ جائیں اور مجامعت کی تکمیل سے پہلے تحلیل نہ ہوں اور لذت جماع بخوبی حاصل ہو۔

انتشار......ایستادگی......دو قسم کا ہوتا ہے۔

(۱) انتشار طبعی

(۲) انتشار غیر طبعی

طبعی انتشار طبعی

انتشار میں روح، ریح اور خون کا ہونا لازم ہے۔ جب تک یہ تینوں نہ ہوں۔ عضو مخصوص کا کامل تناؤ ناممکن ہے۔ اگر انتشار محض روح سے پیدا ہو تو وہ بہت ہلکا اور تھوڑی دیر کے لیے ہوگا۔ اس لیے کہ تناؤ کا پیدا ہونا اور دیر تک قائم رہنا ریح اور خون ہی سے ممکن ہے۔ اگرچہ روح کے لطافت، لذت میں غیر معمولی اضافہ ضرور کر دیتی ہے۔

اگر انتشار صرف خون سے وجود میں آتا تو وہ دیرپا اور سخت تو ضرور ہوتا لیکن اس سے لذت حاصل نہ ہو سکتی کیوں کہ پورا تناؤ اور اس سے لذت کا حصول ریح اور روح کا خاصہ ہے۔ پھر یہ بھی ممکن ہے کہ منی کی نالی خون سے پر ہو کر بند ہی ہو جاتی۔

اور اگر انتشار صرف ریح سے جنم لیتا، تو اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ اوپر بیان کی ہوئی دونوں صورتوں کی نسبت زیادہ بھی ہوتا اور ضرورت کے

مطابق بھی لیکن نہ اس میں پائیداری ہوتی، نہ اس سے قرار واقعی لذت حاصل ہوسکتی۔

علاوہ ازیں اگر ان تینوں......ریح، روح اور خون......میں سے دو دو کو ملا دیا جائے تو بھی طبعی انتشار میسر نہیں آسکتا...... کہ خون کے بغیر، صرف روح اور ریح سے مضبوطی اور سختی پیدا نہیں ہوتی۔ ریح کے بغیر صرف روح اور خون سے پھیلاؤ نہیں آسکتا اور روح کے بغیر صرف خون اور ریح سے حس اور لذت کا حصول ناممکن ہے۔

خصیوں......بیضوں......کی شرائین کی حرارت سے جو انتشار ہوتا ہے اسے بھی طبعی کہا جاسکتا ہے کہ گرمی کی وجہ سے خون، روح اور ریح اس طرح کھنچ کر انتشار پیدا کرتے ہیں۔ اور خون ریح اور روح کو جذب کرنے والی چیز حرارت ہے۔

روح کی تین قسمیں ہیں:

(۱) روح انسانی، جو دماغ میں ہے۔

(۲) روح حیوانی، جو قلب سے تعلق رکھتی ہے۔

(۳) روح طبعی، جس کا رشتہ جگر سے ہے۔

ان تینوں روحوں میں اس طرح امتیاز کیا جاتا ہے۔

روح حیوانی......روح قلبی......کی علامت کثرت لذت ہے اس لیے کہ روح حیوانی شریانی خون میں رہتی ہے، اس کے بغیر روح حیوانی

آ ہی نہیں سکتی اور لذت کی زیادتی کا سبب یہ شریانی خون ہی ہے۔

اگر مرد اور عورت کی شرم گاہوں کے باہم رگڑ کھانے اور دخول و خروج کے وقت زیادہ لذت حاصل ہو، تو یہ روح نفسانی......روح دماغی ......کی کثرت پر دلالت کرتی ہے۔

روح طبعی......روح کبدی......کی علامت کثرت انتشار ہے۔

اس تصریح کے مطابق طبعی انتشار کے لیے تینوں روحوں......ارواح ثلاثہ......اور شریانی خون کی اعانت ناگزیر ہے۔

اس کے علاوہ کبھی انتشار کا بڑا سبب روح اور شریانی خون ہی ہوتا ہے جیسا کہ جوانی کے زمانہ میں اکثر پایا جاتا ہے یا کثرت لذت اور معشوقہ سے رغبت کے وقت دیکھنے میں آتا ہے۔

غیر طبعی انتشار

غیر طبعی انتشار اسے کہتے ہیں جو بچپن یا بڑھاپے یا عرصہ تک جماع نہ کرنے کی صورت میں ہوتا ہے۔ اس قسم کا انتشار فطری خواہش کے بغیر ہوتا ہے، اس لیے نہ اس میں سختی ہوتی ہے نہ پائیداری۔

کبھی صرف غلیظ ریاح سے بھی انتشار ہو جایا کرتا ہے۔ جیسا کہ مرض فرانیموس میں لیکن یہ بھی غیر طبعی انتشار ہوتا ہے۔

الغرض جو انتشار خون، ریح اور روح ان تینوں کے ملے بغیر ہو وہ

غیر طبعی انتشار ہے لیکن دوسری ریاح کے بغیر صرف قضیب کی ریح انتشار پیدا نہیں کرسکتی۔ ورنہ بچپن میں سن بلوغ سے پہلے ہرگز انتشار نہ ہوتا' کیونکہ اس عمر میں سرے سے حرارت ہی نہیں پائی جاتی، جو رطوبات فضلیہ کو ریح بناتی ہے۔

اگر صرف ریح قضیب ہی سے انتشار ہوسکتا تو نفخ پیدا کرنے والی غذائیں انتشار میں اضافہ نہ کرتیں۔ حالانکہ مشاہدہ اس کے خلاف ہے۔

البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ ریح اس گرمی سے پیدا ہوتی ہو، جو قضیب اور خصیوں کی رگوں میں منی کو پکاتی ہے لیکن یہ ناممکن ہے کہ روح خصیوں میں پیدا ہو' کیونکہ روح بقائے انسانی کی اساس ہے، اس لیے وہ اعضائے رئیسہ ......دل، دماغ اور جگر کے سوا اور کہیں پیدا ہی نہیں ہوسکتی۔ جمہور اطباء نے اگر خصیوں کو عضو رئیس مانا ہے، تو محض بقائے نسل کے لیے جس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے ذریعہ نوع انسانی باقی رہتی ہے، نہ یہ کہ ان میں روح بھی پیدا ہوتی ہے۔

انتشار کی علت غائی

انتشار کا اصل مقصد جماع ہے اور وہ طبیعت کے رجحان سے وجود پذیر ہوتا ہے۔ روح، ریح اور خون اس انتشار کو قائم رکھتے اور قضیب میں تناؤ اور پھیلاؤ پیدا کرتے ہیں۔ خود قضیب کے ریح بھی پھیلاؤ میں معین ہوتے

ہیں کیونکہ پیدائشی طور پر ہر عضو میں رطوبت فضلیہ کا ہونا ضروری ہے۔ یہ رطوبت فضلیہ مذی اور ودی کے علاوہ ہوتی ہے، جسے عضو خاص کی حرارت ریح میں تبدیل کر دیتی ہے۔ مزید برآں عضو مخصوص کی نرمی بھی رطوبت فضلیہ کے وجود پر دلالت کرتی ہے۔

نکتہ

واضح رہے کہ منی کی نالی نرم بنائی گئی ہے مگر زیادہ نہیں، اعتدال کے ساتھ، تاکہ تیزی سے نکلتے وقت منی پھسل کر بہ آسانی خارج ہو سکے۔ اگر یہ نالی زیادہ نرم ہوتی تو منی کا نکلنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہو جاتا۔ اس نالی کے نرم ہونے کی علامت یہ ہے کہ وہ آسانی سے مل جاتی ہے۔

جماع اور لذت

جماع سے لذت حاصل ہونے کے دو سبب ہیں:

(۱) وہ سبب جو پیدائشی مزاج کو یک لخت بدل دیتا ہے۔

(۲) وہ سبب جو طبعی اتصال کو دفعتاً واپس لاتا ہے۔

اگر سبب یک لخت واقع نہ ہو، تو اس کا احساس نہیں ہوتا......نہ کوئی لذت، نہ کسی طرح کی تکلیف! یہی وجہ ہے کہ مرد ہو یا عورت، منی کے خارج ہوتے وقت تو اسے لذت محسوس ہوتی ہے لیکن جب طرفین کی منی آپس میں ملتی ہے تو لذت کا احساس نہیں جاگتا۔ اس کا سبب یہ ہے کہ مرد اور عورت کی

منی کا اجتماع تو آہستہ آہستہ ہوتا ہے لیکن وہ نکلتی دفعتہ ہے۔

اخراج منی کے وقت لذت کا احساس اس لیے ہوتا ہے کہ جس نالی سے منی نکلتی ہے وہ ملائم اور پتلی ہے۔ منی کی تیزی اور سرعت اسے جلد کھولتی ہے اور پھر منی کے لیس اور چیپ سے وہ فوراً ہی مل بھی جاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ اس دفعتہ کھلنے اور پھر ملنے کا سبب منی کی تیز حرکت ہے اور یہی حصول لذت کا سبب ہوتی ہے۔

عورتوں میں لذت کا یہ عمل اس طرح انجام پاتا ہے کہ رحم کی سطح پیدائشی طور پر ذی حس ہوتی ہے۔ جب منی دفعتہ رحم میں پہنچتی ہے تو اس کا منہ کھل جاتا اور پھر منی کے لیس سے فوراً ہی بند بھی ہو جاتا ہے۔ پس ان میں بھی یہ فوری حرکت ہی لذت کا جادو جگاتی ہے۔

مرد اور عورت میں جماع سے رغبت یا نفرت، اور مجامعت سے زیادہ یا کم لطف اندوز ہونا بعض طبعی امور اور اختلاف مزاج پر موقوف ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ ضعف اور قوت بھی حالات میں تبدیلی پیدا کر دیتے ہیں۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ طاقتور کا فعل قوی اور کمزور کا فعل ضعیف ہوا کرتا ہے۔

جو لوگ کثرت جماع کے عادی ہیں۔ انہیں زیادہ لذت اس لیے بھی محسوس ہو سکتی ہے کہ ان کا دماغ ہر وقت لذت جماع میں کھویا رہتا ہے اور ان کا شوق انہیں ہر وقت اس لذت کی طرف مائل رکھتا ہے۔

اس کے علاوہ مرد کی منی جب عضو مخصوص کے ذی حس پٹھوں پر سے

بہ سرعت اچھلتی کودتی گزرتی ہے تو یہ سلسلاہٹ بھی لذت پیدا کر دیتی ہے۔ بالکل اس طرح جیسے خارش...... کھجلی...... میں انسان کو لذت محسوس ہوتی ہے۔

لڑکا اور لڑکی پیدا ہونے کا سبب

اکثر اطباء نے لڑکا اور لڑکی پیدا ہونے کا سبب یہ قرار دیا ہے کہ زن و مرد میں سے جس کی منی کا غلبہ ہوتا ہے بچہ اسی صنف اختیار کر لیتا ہے۔ مرد کی منی حمل قائم اور عورت کی منی حمل قبول کرتی ہے اس اعتبار سے اگر مرد کی منی غالب ہوگی تو لڑکا پیدا ہوگا' ورنہ لڑکی۔

لیکن یہ اس وقت ممکن ہے، جب مرد اور عورت دونوں کے مزاج اچھی طرح پختگی حاصل کر چکے ہوں۔ ہر ایک کی قوت اپنے کمال کو پہنچ چکی ہو اور ان کے مادہ منویہ میں بھی کوئی خامی نہ رہی ہو۔

زن و مرد میں سے ہر ایک کا مزاج فطری اختلاف کے سبب مختلف اوقات میں اصل مزاج کی قوت پر پہنچتا اور پختگی حاصل کرتا ہے۔

چنانچہ مردانہ قوتیں تیس اور زیادہ سے زیادہ پینتیس سال میں کمال حاصل کر لیتی ہیں۔ تمام اطباء متفقہ طور پر اس سے پہلے زمانہ عمر کو لڑکپن کی انتہا قرار دیتے ہیں۔ البتہ آج کل مردانہ قوتوں کی تکمیل کے لیے بیس اور زیادہ پچیس سال مقرر ہیں۔ نسوانی قوتوں کی تکمیل کے لیے بھی انتہائی حد پچیس سال سمجھی جاتی ہے۔

قوتوں کے نقطہ کمال پر پہنچنے کی بہت سی علامتیں ہیں، جنہیں جاننے والے خوب جانتے ہیں۔ ان میں پسینہ کی بو...... جو پہنے ہوئے کپڑوں سے ظاہر ہو جاتی ہے...... ایک خاص اور نمایاں علامت ہے۔

وہ حمل جو مادہ منویہ کے خاص مزاج حاصل کرنے یا پختہ ہونے سے پہلے قرار پاتا ہے‘ اس سے پیدا ہونے والی اولاد یا تو مخنث ہوتی ہے یا ایسی ناکارہ کہ نہ صحت درست اور نہ قوتیں صحیح و سالم۔ اس کی تفصیل ہم آگے چل کر بیان کریں گے۔

لڑکے کا حمل رحم کی دائیں جانب قرار پاتا ہے اور لڑکی کا بائیں جانب۔ بلوغت کے زمانہ میں...... جب پیڑو پر بال اگنے شروع ہو جائیں ...... جس شخص کا دایاں خصیہ بڑا ہو گا اس کے ہاں اکثر لڑکے پیدا ہوں گے اور جس کا بایاں خصیہ بڑا ہو گا اس کے ہاں زیادہ تر لڑکیاں۔ اس کے علاوہ چہرہ کی ملائمت اور سفیدی اور بلغمی مزاج کی علامتوں کا پایا جاتا۔ مثلاً منی کی زیادتی اور اس کا گاڑھا اور لیس دار ہونا اس بات کی خبر دیتا ہے کہ نرینہ اولاد زیادہ ہو گی۔ سبب یہ ہے کہ سردی مادہ کو گاڑھا کرتی اور جماتی ہے‘ اور مردوں کی یہ گاڑھی اور جمی ہوئی منی نرینہ اولاد ہونے پر دلالت کرتی ہے......

مردوں کی منی میں عورتوں کی منی سے زیادہ غلاظت ہوتی ہے‘ پھر مردوں کا مزاج بھی خلقی طور پر عورتوں کے مزاج سے قوی ہوتا ہے اس لیے بلغمی مزاج رکھنے والے مردوں کی منی عورتوں کی منی پر غالب آ کر نرینہ اولاد کی پیدائش

کا سبب بن جاتی ہے۔

بعض اطباء کا یہ بھی کہنا ہے کہ مرد کی منی رحم میں، عورت کی منی سے پہلے پہنچ تو جائے لیکن مقدار میں کم یا بے جان یا پتلی ہو تو اس صورت میں حمل تو نرینہ ہی قرار پائے گا لیکن اس حمل سے پیدا ہونے والا بچہ مردانہ صفات میں کامل نہ ہوگا مثلاً اگر مرد کی منی مقدار میں کم ہونے کے باوجود مزاج کے اعتبار سے کافی قوت رکھتی ہو، تو اس حمل سے جو بچہ وجود میں آئے گا اس کا اعضاء رفتار و گفتار اور عادات و اوطوار لڑکیوں کے مانند ہوں گے اور اگر منی کی قوت اپنے مزاج سے خارج ہو۔ تو اس صورت میں اعضاء تو ضرور مردانہ ہوں گے لیکن عادات و اطوار میں نسوانیت پائی جائے گی۔

اور اگر ان مذکورہ صورتوں کے برعکس مرد کی منی کمزور اور پتلی ہو تو اس کے رحم میں پہلے داخل ہونے کے باوجود لڑکی ہی پیدا ہوگی۔ ہاں اس کے کسی عضو میں مردانگی پائی جا سکتی ہے اور اگر صورت حال اس کے برعکس ہو تو نتیجہ بھی برعکس ہوگا۔

سچی بات تو یہ ہے کہ خدا کی ان گنت مخلوق کو از روئے عقل کسی ایک قاعدے یا قانون میں محدود کرنا محض جہالت ہے اور سراسر نادانی۔ صرف مضمون کی مناسبت سے اس کے متعلق کچھ تحریر کر دیا گیا ہے، ورنہ حقیقت حال کا علم خدا ہی کو ہے اور وہی جانتا ہے کہ جو باتیں اوپر کہی گئی ہیں وہ جھوٹ ہیں یا سچ۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ مجامعت کے وقت اگر مرد کے دائیں اور عورت کے بائیں نتھنے سے سانس جاری ہوتو مرد یقیناً عورت پر غالب آئے گا اور اس مجامعت سے جو حمل قرار پائے گا' اس سے لڑکا پیدا ہوگا۔ لیکن صورت اگر اس کے خلاف ہوتو نتیجہ بھی خلاف ہوگا۔

پھر تجربے سے یہ بات بھی ثابت ہوئی ہے کہ اگر مہینے کی طاق تاریخوں میں حمل قرار پائے یعنی پہلی تیسری، پانچویں، ساتویں، نویں، گیارھویں وغیرہ اور دن اتوار منگل یا جمعرات کا ہوتو ان تاریخوں میں قرار پانے والے حمل سے انشاء اللہ ضرور لڑکا پیدا ہوگا۔ اس کے برعکس جفت تاریخوں یعنی دوسری چوتھی چھٹی اور آٹھویں وغیرہ تاریخوں میں ہفتہ، پیر بدھ اور جمعہ کے دن قرار پانے والے حمل سے لڑکی تولد ہوگی۔

جب دن اور تاریخ میں مطابقت نہ ہوتو دن کو مقدم سمجھیں اور حمل کو اسی کے زیر اثر قرار دیں۔ تاریخ اور دن کے علاوہ چاند کے بڑھنے گھٹنے سے بھی حمل متاثر ہوتا ہے۔ لیکن اس کا بیان بہ خوف طوالت قلم انداز کیا جاتا ہے۔

پیدائش اولاد اور قوتِ متخیلہ

اللہ اللہ! قدرت کی بھی کیا شان ہے، جس نے قوت متخیلہ کو عجیب و غریب افعال کے ظہور میں بڑا دخل اور بچہ کے خوب صورت یا بدصورت پیدا

ہونے میں بڑا اثر عطا کیا ہے۔ مرد و عورت کے انزال کے وقت ان کی قوت متخیلہ میں جس قسم کی اچھی یا بری صورت کا تصور ہوگا بچہ بھی اسی صورت کا پیدا ہوگا۔ چنانچہ علامہ جلال الدین ترکستانی اس کے ثبوت میں فرماتے ہیں۔

امام نجم الدین حنفی خوارزمی کی لڑکی کے بطن سے ایک ایسا عجیب الخلقت بچہ پیدا ہوا تھا، جس کا چہرہ آدمی کا تھا اور باقی دھڑ سانپ کا۔ یہ بچہ ماں کے پاس آ کر دودھ پیتا اور محل کے حوض میں جا بیٹھتا۔ پھر سانپ کی طرح رینگ کر حوض سے نکلتا اور دودھ پی کر واپس چلا جاتا۔ اسی طرح ایک مہینہ گزر گیا۔ اس دوران مفتی وقت سے فتویٰ لے کر اسے مار دیا گیا۔

اس عجیب الخلقت بچہ کے متعلق جب اس کی ماں سے پوچھا جاتا تو وہ اس کی وجہ یہ بتاتی کہ میں ایک مرتبہ سانپ سے ڈر گئی تھی اور مجامعت میں انزال کے وقت مجھے وہی تصور بندھ گیا تھا۔

اسی لیے عقل مندوں کا کہنا ہے کہ مجامعت کے وقت کسی نہایت ہی حسین اور خوش شکل انسانی صورت کا تصور کرنا چاہیے تاکہ بچہ بھی حسین و خوش اخلاق پیدا ہو۔

طب نے اس امر کو بھی ثابت کر دیا ہے کہ نفسانی خیالات جسم میں لازماً تغیر پیدا کرتے ہیں۔ یہ شان نفس انسانی ہی کی ہے کہ خیالات کے مطابق...... افعال جسمانی کے بغیر...... اپنا اثر دکھاتا ہے یعنی گرمی نہ ہونے پر گرمی اور سردی نہ ہونے پر سردی لگنے لگتی ہے یہاں تک کہ بعض اوقات

بیماری کا خیال تندرست کو بیمار اور صحت کا خیال بیمار کو تندرست کر دیتا ہے۔ اس لیے اطباء نے وہم و خیال کو ''خلاق ثانی'' کہا ہے۔

متذکرہ وضاحت کے پیش نظر وہمی اور خیالی شکلوں سے جسم کی اثر پذیری درست ہے۔ البتہ حرکات روح کے بغیر اس کا جسمانی وجود محال ہے۔ اس لیے طبیعت کے ہیجان آمادہ ہوئے بغیر تصورات کا وجود ممکن نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جماع کے وقت مرد و عورت کے تصور میں جو صورت ہوتی ہے بچہ کی صوت اسی کے مطابق اور رنگ بھی قریب ویسا ہی ہوتا ہے کیونکہ صورت اور رنگ طبیعی امور ہیں اور روح کی حرکت کے سبب امور وہمیہ دونوں کی طبیعت میں بیٹھ جاتے ہیں۔ یعنی یہی وہمی خیالات طبیعت پر نقش ہو کر اثر انداز ہوتے ہیں۔

بعض اوقات یہ وہمی خیالات بڑے بڑے واقعات و حوادث کو جنم دیتے ہیں اور اسی لیے حکماء معجزات و کرامات کو تسلیم بھی کرتے ہیں ہمارے قول کی تائید امام فخر الدین رازیؒ کے اس واقعہ سے ہوتی ہے کہ ''امام صاحب کے والدین نے ہم بستری کے وقت اچھی صورت کا تصور کیا اور امام صاحب اس خیالی شکل کے مطابق بہت خوبصورت پیدا ہوئے۔ حالانکہ ان کے والدین خوبصورت نہ تھے۔''

اسی طرح بھیانک اور فرحت آفرین اشیاء کے تصور سے بھی مزاج بدل جاتا ہے اور ان تبدیلیوں کا ظہور مصور حقیقی کی جانب سے اس وقت ہوتا

ہے، جب صورتیں اور چیزیں ذہن میں مستحکم اور مکمل ہو جاتی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں جتنے بھی واقعات و حوادث پیش آتے ہیں' وہ استعداد پیدا ہونے کے بعد، فیاض حقیقی ہی کی طرف سے صادر ہوتے ہیں کیوں کہ اس قادر مطلق کی طرف سے بغیر کسی بخل کے، ہر مستعد کے لیے اس کی استعداد کے مطابق فیضان ہمیشہ جاری رہتا ہے۔

عجیب الخلقت مخلوقات

متذکرہ حالات واقعات کے علاوہ خدا نے اپنی قدرت کاملہ سے ایسے ایسے کرشمے بھی دکھائے ہیں کہ عقل انسانی نہ انہیں سمجھ سکتی ہے نہ بیان کرسکتی ہے۔

چنانچہ اطبائے متقدمین کے بیان کے مطابق بعض عورتوں کے دم اور بعض کے سینگ دیکھے گئے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ترکوں کے ایک قبیلہ میں چھوٹی سی دم ہوتی تھی' جو پاخانہ کے مقام کو پوشیدہ رکھتی اور ارادہ سے حرکت کیا کرتی تھی۔

چین کی کسی قوم میں ایک سخت اور غیر متحرک دم ہوا کرتی تھی جو بہت جلد ٹوٹ جاتی تھی اور اس کے ٹوٹنے سے وہ ہلاک ہو جاتے تھے۔ اس لیے اس قوم کے لوگ ایسی جگہ بیٹھتے تھے جہاں ان کی دم رکھنے کے لیے نیچے سوراخ ہوتا تھا' تاکہ دم ٹوٹنے سے محفوظ رہے۔

دمشق کے بعض بادشاہوں کی پیشانی پر موت کے قریب چھوٹا سا سینگ نکل آیا کرتا تھا۔

جماع کے فائدے

جماع اگر مقررہ اوقات پر، اعتدال کے ساتھ کیا جائے تو جسم ان خراب فضلات سے پاک و صاف ہو جاتا ہے' جو قدرتی حرارت کو ابھرنے نہیں دیتے۔ اس کے علاوہ جماع حرارت عزیزی کو بھڑکاتا اور جسم میں ہلکا پن پیدا کرتا ہے۔ بھوک لگاتا اور نشوونما کی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتا ہے اس لیے کہ جب اعضاء کے جوہر میں گھسے ہوئے فضلات نکل جاتے ہیں تو جسم غذا کی صورت میں بدل طلب کرتا ہے اور ہضم غذا کے لیے حرارت عزیزی بھڑک اٹھتی ہے۔ اس طرح جسم کی تمام فطری قوتیں نشوونمائے انسانی کے لیے روبہ عمل آجاتی ہے۔

مزید برآں جماع سے روح کے فضلات بھی تحلیل ہو جاتے ہیں۔ وہ جسم میں رکے ہوئے بخارات کو نکالتا اور روح کی کثافت، کدورت اور حرارت دور کر کے اسے فرحت پہنچاتا ہے۔ اس سے غیظ و غضب کی آگ ٹھنڈی پڑ جاتی اور عقل صحیح و سالم رہتی ہے۔

لذت جماع سے روح میں انبساط پیدا ہوتا ہے اور وہ باہر کی طرف حرکت کرتی ہے جس سے کثیف مادے اور پریشان کن خیالات دور ہو جاتے

اور افکار وساوس مٹ جاتے ہیں۔ اس لیے کہ تفکرات روح کے اندر ہی اندر گھٹنے سے پیدا ہوتے ہیں۔

انسانی جسم میں منی کے رک جانے سے جو بخارات پیدا ہوتے ہیں جماع ان بخارات کی پیدائش روک دیتا ہے اور دل و دماغ کو ان سے تکلیف نہیں پہنچتی۔ چنانچہ طبیعت میں خوشی کی لہریں اٹھتی ہیں اور فاسد خیالات مالیخولیا اور دوسرے سوداوی امراض کافور ہو جاتے ہیں۔

اس کے علاوہ جماع سے چونکہ حرارت عزیزی برانگیختہ ہوتی اور طبعی قوتیں ابھرتی ہیں، اس لیے بلغم پختہ ہو کر بلغمی بیماریاں دور ہو جاتی ہیں۔

گردوں کے تمام امتلائی درد اور خصیوں کے وہ سارے اورام جو مواد کی زیادتی سے پیدا ہوتے ہیں جماع ان سب کو زائل کر دیتا ہے۔

اگر زمانہ دراز تک جماع سے پرہیز کیا جائے اور منی اپنی تھیلی میں بند رہے تو اس سے آنکھوں میں تاریکی، سر میں گرانی، دوران سر، درد کمر رگوں میں درد اور ورم وغیرہ کی شکایتیں پیدا ہو جاتی ہیں...... لیکن جب دوبارہ جماع شروع کر دیا جائے تو یہ ساری شکایتیں جاتی رہتی ہیں اور روٹھی ہوئی صحت فوراً پلٹ آتی ہے۔

اگر طبیعت میں جماع کی خواہش پیدا ہو اور کسی وجہ سے اس خواہش کو جامہ عمل نہ پہنایا جا سکے تو بدن سرد ہو جاتا اور صحت میں خلل پڑ جاتا ہے۔ بھوک جاتی رہتی ہے اور جماع کئے بغیر ان شکایتوں سے جان نہیں چھوٹتی۔

جن لوگوں کے جسم میں بخارات کی کثرت ہوتی ہے ان کو مجامعت ہی تحلیل کرتی ہے۔ اگر منی زیادہ مقدار میں جمع ہو جائے تو گھٹ کر سرد پڑ جاتی ہے اور ساتھ ہی حرارت عزیزی کو ٹھنڈا کر کے تمام بدن میں سردی پیدا کر دیتی ہے۔ اسی طرح بعض اوقات منی میں سمیت بھی پیدا ہو جاتی ہے اور اس کے زہریلے بخارات غشی اور مرگی جیسے امراض کا سبب بن جاتے ہیں۔ مختصر یہ کہ اس قسم کی ساری شکایتیں جماع ہی سے زائل ہو سکتی ہیں۔

جماع کے نقصانات

جماع کے ذریعہ جو چیز...... منی...... خارج ہوتی ہے اس کا اکثر حصہ غذا کا جوہر ہوتا ہے، جو خارج نہ ہو، تو جزو بدن بن جائے۔ یہی وجہ ہے کہ منی کے اخراج سے جو کمزوری پیدا ہوتی ہے وہ کسی دوسرے مادہ کے اخراج سے نہیں ہوتی۔

جماع میں اگر لذت زیادہ حاصل ہو تو یہ اس امر کی دلیل ہے کہ روح کا اخراج زیادہ ہوا ہے۔ اس لیے جو لوگ کثرت جماع کے عادی ہوتے ہیں اس کے جسم میں سردی اور کمزوری غالب آ جاتی اور سستی انہیں بے کار کر دیتی ہے۔ ان کی حرارت عزیزی تحلیل ہونے لگتی ہے اور ضعف باہ کے آثار شروع ہو جاتے ہیں۔

کثرت جماع سے حرارت غریبہ...... بیرونی گرمی...... ہیجان میں

آتی ہے جس سے بال گرنے لگتے ہیں اور انجام کار تمام بدن سرد ہو کر دماغی حواس اور آنکھ، ناک، کان وغیرہ معطل ہو جاتے ہیں۔ پنڈلیوں میں اتنی کمزوری اور اتنا درد ہوتا ہے کہ کھڑا بھی نہیں ہوا جاتا۔ اٹھتے ہی گرنے کی نوبت آجاتی ہے۔ جیسے مرگی ہو گئی ہو۔

کثرت جماع سے جب حرارت عزیزی کم ہو جاتی ہے تو سودا کی زیادتی اور حرارت غریبہ کے غلبہ و تسلط سے شدید تپ محرقہ عارض ہو جاتا ہے۔

جماع کی کثرت دماغ کو بے حد کمزور کر دیتی ہے اور ضعف دماغ کی وجہ سے کانوں میں طرح طرح کی آوازیں آنے لگتی ہیں۔ درد سر ہونے اور سر چکرانے لگتا ہے۔ تمام اعضاء خصوصاً سر سے کمر کے نچلے سرے تک چیونٹیاں سی رینگتی محسوس ہوتی ہیں۔ کمزوری کے غلبہ اور ضعف اعصاب کے سبب رعشہ ہو جاتا ہے۔ بے خوابی آنکھوں میں درد آتی اور آنکھیں اندر کی طرف دھنس جاتی ہیں۔ حرارت غریبہ...... بیرونی گرمی...... کے کمر میں پھیل جانے سے پشت گردہ اور مثانہ میں درد ہونے لگتا ہے۔

کثرت جماع جسمانی رطوبتوں کو چوس لیتی ہے۔ لہٰذا بال خورہ کی شکایت پیدا ہو جاتی ہے۔ قبض رہنے اور اس سے قولنج جیسا درد اٹھنے لگتا ہے۔ منہ اور مسوڑھوں کے گل سڑ جانے سے بات کرتے وقت منہ سے بدبو آنے لگتی ہے۔

کثرت جماع سے اعضائے ہضم بھی اپنی قوت کھو بیٹھتے ہیں۔ بعض

لوگوں کو مجامعت سے رعشہ پیدا ہو جاتا ہے۔ سانس تنگی سے آنے اور دل دھڑکنے لگتا ہے۔ بھوک جاتی رہتی ہے۔ ایسے لوگوں کو حتی الامکان جماع سے بچنا چاہیے۔ اسی طرح جن لوگوں کا معدہ اور پھیپھڑے کمزور ہوں، ان کو بھی جماع سے پرہیز کرنا لازم ہے۔

جماع کے اوقات

جماع کا بہترین وقت وہ ہے، جب منی کی کثرت، صحیح ہیجان اور کامل انتشار پیدا کرے، کسی حسین صورت کے تصور یا کسی اور تکلف کو اس میں دخل نہ ہو۔ تمام جسمانی قوتیں.....قوت حیوانی، قوت نفسانی اور قوت طبیعی.....اور ان کے افعال سالم و درست ہوں۔ پیٹ غذا سے بھرا ہوا یا بالکل خالی نہ ہو، نہ قے اور دست یا پسینے آ چکے ہوں۔ نہ فصد، حجامت، نکسیر اور بواسیر سے زیادہ خون نکل چکا ہو۔ نہ ہیضہ اور بدہضمی نے کمزور کر دیا ہو۔ نہ محنت و مشقت نے تھکا دیا ہو اور نہ پیشاب پاخانہ کی حاجت ہو کہ بعض اوقات پیشاب روکنے سے نالی میں ناسور اور اسی طرح کی دوسری شکایتیں پیدا ہو جاتی ہیں اور پاخانہ روکنے سے بواسیر جیسی بیماریاں جان کا جنجال بن جاتی ہیں۔ غم و غصہ، رنج و فکر اور شرم و ندامت کی حالت میں بھی ہم بستری نامناسب ہے۔

جماع جس وقت اور جس مقام پر کیا جائے وہ نہ زیادہ گرم ہونا

چاہیے نہ زیادہ سرد۔ البتہ گرمی میں سردی کی بہ نسبت زیادہ نقصان پہنچتا ہے اور اس طرح مزاج کی رطوبت اس کی خشکی کے مقابلے میں کم مضرت رساں ہے۔ رطوبت کی موجودگی میں جماع کرنے سے ہضم خراب ہونے کے سوا سُدے بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔ اگر اتفاق سے شکم سیری کی حالت میں جماع کرنا پڑ جائے، تو فراغت کے بعد پوری طرح آرام کریں اور دیر تک سوتے رہیں اگر سدے ہو جائیں، تو سکنجبین کا استعمال مفید رہتا ہے۔

شکم سیری کے مقابلہ میں خالی پیٹ جماع کرنے سے زیادہ نقصان اس لیے پہنچتا ہے کہ موخر الذکر صورت میں حرارت عزیزی بجھ جاتی ہے۔ روح کے تحلیل ہو جانے سے جسم سوکھنے لگتا ہے اور دق جیسی خوف ناک بیماری کا اندیشہ لاحق ہو جاتا ہے۔ خصوصاً جن لوگوں کے مزاج میں خشکی ہے ان کے لیے تو یہ اندیشہ بہت قوی ہوتا ہے۔

خالی پیٹ سے ہماری مراد وہ سچی بھوک ہے جو فقط ہضم معدہ ہی نہیں، بلکہ چاروں ہضم مکمل ہو جانے کے بعد محسوس ہوتی ہے۔ اس کے نقصان کی تلافی جید الغذا اور صالح الکیموس غذاؤں سے کی جائے جو منی بھی پیدا کرتی ہوں اور ساتھ ہی روح کی تفریح و تقویت کا لحاظ بھی رکھا جائے۔

تخمہ غذا کے اس فساد کو کہتے ہیں جس میں غذا کسی غیر صالح کیفیت کی طرف منتقل ہو جائے۔ ایسی حالت میں ہم بستری کر لینے کا علاج یہ ہے کہ اس غیر مناسب کیفیت کو تقویت کی رعایت کے ساتھ دور کیا جائے۔

اگر قوی استفراغات کے بعد مجامعت کا اتفاق ہو تو حرارت عزیزی اور جوہر ارواح کے نقصان کا خیال کرتے ہوئے اعضائے رئیسہ کو قوت پہنچائی جائے اور منی نقصان کو دور کرنے کے لیے ایسی غذائیں دی جائیں، جو اپنے جوہر کے لحاظ سے عمدہ ہوں۔

ہیضہ اس ناپختہ زہریلے مادہ کی حرکت کا نام ہے جو قے اور دستوں کے راستے خارج ہوتا ہے۔ اگر اس موذی اور جان لیوا مرض کے بعد مباشرت کی غلطی ہو جائے تو وہی تدبیر اختیار کریں جو تخمہ کے بیان میں درج کی گئی ہے لیکن اس کے ساتھ جہاں تک ممکن ہو تقویت قلب کا ضرور خیال رکھیں۔

ایسی محنت و مشقت کے بعد جس سے کمزوری نمایاں طور پر محسوس ہونے لگے، اگر جماع کرنے کا اتفاق پیش آ جائے تو مقویات استعمال کریں۔

ہم بستری اگر پیشاب کی حاجت کے وقت کر لی جائے تو ادرا کی تدبیر کریں اور اگر پاخانہ کی حاجت کے وقت کی جائے تو بواسیر کی رعایت رکھتے ہوئے ازالہ قبض کرنا چاہیے۔

اگر حرکات نفسانی کے بعد وظیفہ زوجیت سرزد ہو جائے تو روح اور حرارت عزیزی کو جتنی قوت بھی پہنچا سکتے ہوں، پہنچائیں کہ اس سے بہتر اور کوئی چیز نہیں۔

اگر جنسی عمل گرم وقت یا گرم یا مزاج کے انتہائی گرم ہونے کی حالت میں کیا جائے تو حرارت کے دور کرنے کی کوشش کریں اور تقویت کا خیال رکھیں۔ برودت کو اس کے برعکس سمجھنا چاہیے لیکن اس میں حرارت کی بہ نسبت تقویت کا لحاظ زیادہ رکھنا چاہیے کیونکہ برودت حرارت عزیزی اور قوی کو فنا کرتی ہے۔

مزاج کے مرطوب ہونے کی صورت میں اگرچہ جماع سے جلد نقصان نہیں پہنچتا لیکن اگر پہنچ جائے تو مزاج کی تقویت کی طرف متوجہ ہوں اور یابس المزاج کے لیے وہی تدبیر اختیار کریں، جو خالی پیٹ جماع کرنے کے بیان میں لکھی گئی ہے۔

فائدہ عجیبہ

مختلف مزاج کے لوگوں میں ہضم کی تکمیل کے اوقات مختلف ہوتے ہیں لیکن اطباء کے نزدیک اس عمل کا زمانہ چھ گھنٹے سے کم اور بارہ گھنٹے سے زیادہ نہیں ہوتا۔ لہٰذا جماع ان اوقات کے درمیان ہونا چاہیے۔ بہتر یہ ہے کہ آدھی رات گزرنے کے بعد کیا جائے تاکہ فراغت کے بعد نیند خوب آئے اور جماع سے پیدا ہونے والی کمزوری اور نقصان کی تلافی ہو سکے۔ جسم کو پوری طرح سکون ملے اور نطفہ قرار پا کر مقررہ وقت پر، تندرست و توانا اولاد پیدا ہو۔

مختصر یہ کہ جماع کے لیے مناسب ترین وقت وہ ہے جب منی کی

کثرت جماع کی خواہش کو جھنجوڑے اور انتشار پوری قوت کے ساتھ ہو۔
فراغت کے بعد جسم ہلکا ہو جائے۔ حواس میں تیزی آ جائے اور دل میں
امنگ پیدا ہو۔

تندرستی کے پیش نظر، دو صحبتوں کے درمیان اتنا وقفہ ضروری ہے کہ
جماع کے بعد جسم میں کمزوری اور مزاج میں کسی قسم کا تغیر راہ نہ پا سکے۔ اس
حد کو پھاندنے میں صحت سے دستبردار ہو جانا چاہیے۔

بعض اوقات عاقبت نااندیش ایسی باتوں کا مذاق اڑاتے ہیں اور
بزعم خویش اپنے سرمایہ منی کے اخراج کی پرواہ نہ کر کے کچھ دن تو عیش اڑا
لیتے ہیں لیکن انجام کار زک اٹھاتے ہیں۔ ان کی کمزوری کا راز فاش ہو جاتا
ہے اور بدنامی و رسوائی انہیں چاروں طرف سے گھیر لیتی ہے۔ اب مجبوراً
انہیں اپنی غلطیوں کو محسوس کرنا پڑتا ہے اور دل کی ندامت جہل و حماقت کا
اظہار بن کر ان کی زبان پر آ جاتی ہے۔

جماع کی شکلیں

جماع کی جتنی بھی شکلیں ہیں، ان میں سب سے آسان اور سب
سے بہتر شکل، جس میں منی بہ سہولت تمام خارج ہوتی ہے، یہی ہے کہ عورت
نرم و ہموار بستر پر لیٹے اور مرد دوزانو ہو کر اس کی ٹانگیں اپنی کنج ران پر
رکھے، پھر پیڑو سے پیڑو، پیٹ سے پیٹ، سینے سے سینہ اور لب سے لب ملا

کر اپنا عضو آہستہ آہستہ عورت کے اندام نہانی میں داخل کرے۔

اس کے علاوہ جو شکلیں ہیں، ان میں ایک یہ بھی ہے کہ عورت کو اپنے اوپر لے کر مرد نیچے سے بہ مشکل حرکت کرے۔ اس شکل میں نہ صرف یہ کہ منی بہ دقت خارج ہوتی ہے، بلکہ اور بھی نقصانات ہیں۔ مثال کے طور پر انزال کے وقت منی کو اوپر کی طرف حرکت کرنی پڑے گی، حالانکہ اس کا طبعی میلان نیچے کی طرف ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ پوری طرح خارج نہ ہوگی اور اس کا کچھ حصہ عضو مخصوص کی نالی میں باقی رہ کر سڑ جائے گا اور زخم ڈال دے گا۔ علاوہ ازیں اس طرح جماع کرنے سے عورت کے اندام نہانی کی رطوبت بہہ کر مرد کے انزال میں دقت پیدا کرتی ہے اور قضیب کے سوراخ میں داخل ہو کر مختلف خرابیوں کا سبب بنتی ہے۔

جن لوگوں کی باہ کمزور ہوتی ہے عموماً وہ یہ صورت اختیار کرتے ہیں۔ دوسری شکلیں جو اور کسی وجہ سے نقصان پہنچانے والی ہیں۔ ان کی تفصیل طوالت کے خوف سے نظر انداز کی جاتی ہے۔

انتباہ

ہضم غذا کے بعد جماع کرنے سے یہ مراد ہے کہ ہضم معدہ، دوسرے ہضموں کے ساتھ مکمل نہ ہوا ہو ورنہ اسے خالی پیٹ کے حکم میں شمار کیا جائے گا اور خالی پیٹ جماع کرنے کے نقصانات شکم سیری کی حالت میں جماع کرنے سے زیادہ ہیں۔ جماع کے وقت گرمی، سردی، تری خشکی

اور شکم سیری وغیرہ کا یہ حالت اعتدال ہونا ضروری ہے۔ اس لیے کہ جماع کی وجہ سے شدید جسمانی اور نفسانی حرکتیں جسم میں حرارت بڑھا دیتی ہیں اور قوتیں تحلیل ہوجاتی ہیں۔ دوسرے اخراج منی سے روح اور حرارت عزیزی تحلیل ہوکر تمام جسم کی حرارت بجھ جاتی اور سارا جسم سرد ہوجاتا ہے۔

اگر جسم میں غلبہ رطوبت کے وقت جماع کیا جائے تو حرکات کی زیادتی سے رطوبتیں رقیق ہوکر جماع سے کمزور شدہ پٹھوں میں پہنچ جاتی ہیں اور فالج ولقوہ جیسی خوف ناک بیماریاں پیدا کردیتی ہیں۔ پھر جماعی حرکات کی بناء پر رطوبتوں سے بخارات پیدا ہوتے ہیں اور دماغ کی طرف پہنچ کر طبیعت کو پریشان کردیتے ہیں۔ اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ جسم کی بیش تر رطوبتیں، حرارت جماع سے مزید گرم ہوکر بخار پیدا کرنے کا سبب بن جاتی ہیں۔

حرکات کی کثرت اور اخراج رطوبات کے باعث چونکہ جماع جسم میں خشکی پیدا کرتا ہے اور بھوکا رہنے سے بھی خشکی ہوتی ہے اس لیے اگر بھوک کی حالت میں ہم بستری کی جائے گی تو ظاہر ہے اس سے خشکی اور زیادہ ہوگی جس سے تمام قوتوں میں انکسار پیدا ہوجائے گا اور خشکی کا مرض جان لیوا بن جائے گا جو بہت مشکل سے اچھا ہوتا ہے۔

غرض یہ کہ بھوک کی حالت میں جماع کرنا سب سے زیادہ نقصان رساں ہے کیونکہ اس سے خشکی پر خشکی اور کمزوری پر کمزوری پیدا ہوتی جاتی ہے اور حرارت عزیزی کی روز افزوں کمی اس حد کو پہنچ جاتی ہے کہ دق اور

سوکھے کی ناقابل علاج بیماریاں جان کا جنجال بن جاتی ہیں...... اللہ بدترین دشمن کو بھی ان سے محفوظ رکھے۔

اگر کھانا کھا کر جماع کیا جائے تو اس سے نہ صرف خام غذا اعضاء میں جذب ہوکر سدے پیدا کردیتی ہے بلکہ اس حالت میں مجامعت سے معدہ لازمی طور پر ضعیف ہوجاتا ہے اس لیے کہ جماع کی لذت روح اور طبیعت دونوں کو کلیتہً اپنی طرف راغب کرلیتی ہے اور ان کا معدہ وغیرہ سے تعلق تقریبا منقطع ہوجاتا ہے اس بناء پر کھانا کھا کر جماع کرنے سے ہضم کا کمزور ہوجانا ناگزیر ہے۔ ہاں اگر جسمانی قوت کافی ہو تو کبھی کبھی کھانا کھا کر جماع والے اشخاص کا ہضم قوی بھی ہوجاتا ہے لیکن بھوک کی حالت میں جماع کرنے کے نتائج جو عموماً عام کمزوری، حرارت کے زوال اور سردی وخشکی کے غلبہ کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں جسم کے لیے انتہائی مضر ہیں۔ اس لیے بھوک اور سردی وخشکی غلبہ کی حالت میں جماع کرنا پیٹ بھرا ہونے اور گرمی وتری کی حالت میں جماع کرنے سے زیادہ مضرت رساں ہے۔

سچی اور جھوٹی شہوت

مناسب یہ ہے کہ جماع، شہوت صادق...... سچی شہوت...... کے وقت کیا جائے اور شہوت صادق کا وقت وہ ہے جب محض منی کی کثرت عضو مخصوص کو حرکت لاکر اس میں انتشار پیدا کرے اور جماع کی رغبت

دلائے۔ جس شہوت میں تکلف کو دخل ہو یعنی جو شہوت حسین صورت کے تصور وغیرہ سے اپنے اوپر طاری کی جائے وہ کسی عنوان سچی شہوت کہلانے کی مستحق نہیں۔

سچی اور جھوٹی شہوت میں فرق یہ ہے کہ سچی شہوت سے صرف جماع کے وہ فوائد ہی حاصل نہیں ہوتے جو اوپر بیان کیے گئے ہیں بلکہ اخراج منی سے بدن بھی ہلکا ہو جاتا ہے، اس لیے کہ منی جسم کو بوجھل کر دیتی ہے، اس طرح کہ جسم میں جب ایسے فضلات جمع ہوتے رہیں گے جن کو بہر حال دفع ہونا چاہیے، وہ آپ سے آپ بوجھل ہو جائے گا۔

پھر اس قسم کے فضلات کی زیادتی سے قوتیں اور طبعی حرارتیں دب جاتی اور جسم کا بوجھ سہارنے کے قابل نہیں رہتیں۔ چنانچہ جب یہ بوجھ ہلکا ہو جاتا ہے تو طبیعت بڑا سکون محسوس کرتی ہے اور اس میں نیند کی فطری خواہش پیدا ہوتی ہے لیکن مجامعت اگر جھوٹی شہوت کے سہارے کی جائے تو نتائج اس کے بالکل برعکس ہوتے ہیں۔

مساس

عورت کا مزاج سرد تر ہے، اس لیے اس کی منی بہ دیر جنبش میں آتی ہے اور محض جماعی حرکات اس میں تحریک پیدا کرنے کے لیے کافی نہیں ہوتیں اور چونکہ عورت کی منی کو حرکت میں لانے سے پہلے ہی مرد کو انزال

ہو جاتا ہے اس بناء پر طرفین کا ایک ساتھ منزل ہونا دشوار ہی نہیں ناممکن ہے تاوقتیکہ جماع سے پہلے مساس...... چھیڑ چھاڑ...... کے ذریعہ عورت کی منی کو حرکت میں نہ لایا جائے۔

مساس کی ایک صورت یہ ہے کہ مرد عورت کی چھاتی کی بھٹنیوں کو اپنی انگلیوں سے آہستہ آہستہ سہلائے عورت کی چھاتیاں، اس کے رحم...... بچہ دانی...... سے شدید تعلق رکھتی ہیں اس لیے انہیں سہلانے سے عورت کی شہوت بہت جلد بھڑک اٹھتی ہے اور اس کی منی تیزی سے حرکت میں آ جاتی ہے۔

مزاج اور طبیعت کے لحاظ سے اگرچہ عورتیں، مردوں سے مختلف ہوتی ہیں لیکن مردوں کی عادت و رغبت کی بنا پر مساس عموماً چھاتیوں ہی کا ہوتا ہے اور عورتیں بھی اسی مساس کو زیادہ پسند کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ چھاتیوں کا ابھار اور گداز، ان کی موزونیت اور خوبصورتی ایسی چیزیں ہیں کہ مرد انہی کی طرف راغب ہوتا ہے اور عورتیں بھی اکثر و بیشتر خصوصاً انزال کے وقت یہی چاہتی ہیں کہ ان کی چھاتیوں کا مساس کیا جائے۔

مساس کے لیے دوسری مناسب جگہ شرم گاہ ہے۔ اس کے اوپر ناخن سے ہلکے ہلکے کھجایا جائے۔ اس مقام پر چونکہ گوشت کم اور پٹھے زیادہ ہوتے ہیں۔ اس لیے یہاں کھجانے سے عورت کو بہت لطف آتا ہے۔ اس کی شہوت کا شعلہ بھڑک اٹھتا ہے اور اس کی منی میں ہیجان پیدا ہو جاتا ہے۔

غرض یہ ہے کہ عورت کے میلان طبیعت کا خیال رکھیں اور جس جگہ کا

مساج اسے پسند ہو، اسی جگہ کا مساج کریں، پھر جب دیکھیں کہ اس کی شہوت اچھی طرح بھڑک چکی ہے تو عمل خاص کی طرف توجہ کریں۔

عورت کی شہوت بھڑکنے کی علامت یہ ہے کہ آنکھوں میں سرخ دوڑے آجاتے ہیں۔ اس لیے کہ جب وہ شہوت سے بھر جاتی ہے تو روح کے ساتھ خون بھی جوش مارتا ہے اور آنکھیں چونکہ نہایت صاف و شفاف ہوتی ہیں لہٰذا خون کے اس ہیجان کا اثر ان میں سرخ ڈورے بن کر جھلک اٹھتا ہے۔

اس کے علاوہ کبھی لذت کی شدت سے عورت کے سانس میں بھی تبدیلی آجاتی ہے اور اس کی پتلیاں اوپر کی طرف چڑھ جاتی ہیں۔

جب مساج کی انتہائی لذت عورت کو اپنی ہیجان خیزیوں میں غرق کردیتی ہے تو اس کا سانس پھول جاتا ہے، جس کی وجہ یہ ہے کہ جب لذت برداشت سے باہر ہونے لگتی ہے تو عورت کی بے تابانہ حرکتیں دل اور اعضائے تنفس میں گرمی پیدا کردیتی ہیں، روح اور حرارت عزیزی کو جوش میں لے آتی ہیں، جس سے روح ٹھنڈی ہوا کی خواہش کرتی ہے۔

آخر کار شدت لذت سے بے حال ہوکر عورت مرد سے لپٹ جاتی ہے۔ اس کا رحم مرد کے قضیب سے مل کر منی کو جذب کرنے کے لیے انتہائی حد تک بے چین ہوجاتا ہے۔

بعض عورتیں اس حالت میں مرد کی کمر کو اپنی ٹانگوں میں لے کر

اسے اپنی طرف کھینچتی ہیں تاکہ عضو مخصوص رحم سے قریب تر ہو جائے۔ اس نوبت پر مرد کو چاہیے کہ عورت کی دونوں ٹانگوں اٹھا کر اپنے چڈھوں ...... کنج ران ...... پر رکھے تاکہ رحم کی گہرائی نیچی ہو کر اس کی گردن بلند ہو جائے اور حشفہ سے رگڑ کھا کر پوری لذت کے ساتھ انزال عمل میں آئے۔ چنانچہ اس وقت مرد اپنے قضیب کو عورت کی شرم گاہ میں داخل کرے اور خفیف حرکت کے ساتھ حشفہ سے فم رحم کو چھیڑے کہ اس کے بغیر نہ تو عورت کو پورا لطف آتا ہے اور نہ اسے انزال ہی ہوتا ہے۔ پھر جب عورت بالکل قابو سے باہر ہونے لگے تو سخت حرکتیں کر کے دونوں ایک ساتھ منزل ہو جائیں۔ اس لیے کہ دونوں کے ایک ساتھ منزل ہونے سے عورت کو خوشی ہوتی ہے، اس کی شہوت تسکین حاصل کرتی ہے اور حمل بھی قرار پاتا ہے۔

عورت کا انزال

مساس کے وقت عورت، مرد کی قربت کے لیے بے چین ہو جاتی ہے۔ جس کا اندازہ آنکھوں کی مستی، ان کے رنگ کی تبدیلی اور بے تابانہ حرکتوں سے کیا جا سکتا ہے اور جب وہ انزال کے قریب پہنچتی ہے تو مرد سے چمٹ جانا چاہتی ہے اور شدت اضطراب میں بے باکانہ طور پر اپنی فریفتگی کا اظہار کرتی ہے۔ کبھی مسکراتی ہے۔ کبھی ناز و انداز دکھاتی ہے۔ ایک عجب کیف اس کے سارے وجود پر طاری ہو جاتا ہے۔ آنکھوں سے نشہ سا جھلکنے

لگتا ہے۔ شرم وحجاب کی بندشیں ڈھیلی پڑ جاتی ہیں۔ سانس پھول جاتا ہے حرکتوں میں بے قاعدگی پیدا ہو جاتی ہے اور جسم کپکپانے لگتا ہے۔

اور جب انزال ہو جاتا ہے تو اس کے سارے جوڑ بند ڈھیلے پڑ جاتے ہیں۔ چہرہ کی رنگت سفید ہو جاتی ہے یا اس پر زردی سی کھنڈ جاتی ہے۔ پیشانی پر مارے شرم کے پسینہ آ جاتا ہے اور شدت حیا سے وہ اپنا چہرہ چھپانے لگتی ہے۔ اس کے دل میں جماع سے بیزاری پیدا ہو جاتی ہے اور منی کی کمی و بیشی کے مطابق شرم گاہ سے سفید رطوبت بہنے لگتی ہے۔ اگر یہ رطوبت ظاہر نہ ہو تو سمجھ لینا چاہیے کہ اس کی پیاس نہیں بجھی۔ اسے انزال نہیں ہوا۔ بہ الفاظ دیگر جماع کے بعد عورت کے اندام نہانی سے سفید رطوبت کا خارج ہونا، اس کے انزال کی خاص علامت ہے لیکن شرط یہ ہے کہ مرد کو ہنوز انزال نہ ہوا ہو، ورنہ عورت کے انزال کو پہنچانا دشوار ہے اور صرف دوسری علامتوں ہی سے پہنچانا جا سکتا ہے۔

البتہ جماع سے اگر حمل قرار پا جائے تو اندام نہانی سے رطوبت کم خارج ہوتی ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ منی رحم کے اندر چلی جاتی ہے لیکن ان علامتوں کے بغیر اگر رطوبت پائی جائے، تو اسے عورت کے انزال کی علامت قرار دینا چاہیے۔

کبھی ایسا بھی پایا گیا ہے کہ عورت کو انزال نہیں ہوتا لیکن اس کے مزا [illegible] کی [illegible] ری کے سبب لذت کی زیادتی سے رطوبت

خارج ہونے لگتی ہے۔

مختلف نسوانی حالات پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر عورتیں تو مباشرت کے ختم پر ہی منزل ہو جاتی ہیں اور بعض تھوڑی دیر تک رکی رہتی ہیں لیکن ایسی عورتیں بہت ہی کم دیکھنے میں آئی ہیں، جنہیں شروع ہی میں انزال ہو جاتا ہو۔ اس وقت عورت کو انگڑائی یا جمائی آتی ہے۔ آنکھوں میں آنسو تیرنے لگتے ہیں یا آنکھیں بند ہو جاتی ہیں۔ اسے ہنسی آ جاتی ہے اور وہ رہ رہ کے سسکیاں بھرتی ہے۔ مرد کو اپنی طرف کھینچتی ہے یا اس کی کمر میں اپنی ٹانگوں سے قینچی ڈال دیتی ہے۔

جو عورتیں سریع الانزال ہوتی ہیں انہیں صحبت کے شروع ہی میں انزال ہو جاتا ہے اور ان پر ایک بے ہوشی، ایک بے خبری سی چھا جاتی ہے۔

عورتوں کے مختلف مزاجوں اور قرینوں سے واقفیت بہم پہنچانا غیر ممکن ہے اور مختلف مزاج کی عورتوں کے قوائے شہوانی کا پیٹ بھرنا، انسانی قوت سے باہر کی بات ہے۔ پھر عورتوں کی الگ الگ خاصیتیں بھی ہوتی ہیں۔ وہ جب تک مرد کو اپنے اوپر فریفتہ نہیں پاتیں اس سے بے تکلف نہیں ہوتیں، نہ اسے اپنے دل کا دروازہ کھٹکھٹانے دیتی ہیں۔ مرد چاہے کتنا ہی ہوشیار اور تجربہ کار کیوں نہ ہو، عورت کے دل گہرائیوں میں اتر کر اس کے بھید معلوم کرنے میں ناکام رہتا ہے۔

ما بداں مقصد عالی نتوانیم رسید

ہاں! مگر لطف شما پیش نہد گامے چند

واضح رہے کہ اس زمانے کے مردوں کی شہوت کامل نہیں ہے۔ مرد جب ایک عورت کی شہوانی پیاس بجھا سکے، تبھی اس کی شہوت کا کامل شہوت کہا جا سکتا ہے۔ اس صورت میں دوسری عورت کی شہوت کو آسودہ کرنے کے لیے شہوت بھی دوسری ہونی چاہیے۔ عورت کی شہوت کو آسودہ کرنے سے مراد یہ ہے کہ اس کی خوب اچھی طرح تشفی کر دی جائے نہ یہ کہ محض اپنا پانی نکال کر یہ سمجھ لیا جائے کہ عورت کی تسلی ہو گئی۔

بہرکیف ہر مرد کے اندر ایک ہی شہوت ہے اور ایک شہوت سے متعدد عورتوں کی شہوت کو آسودہ کرنے کا خیال، دماغی خلل کے سوا اور کسی نام سے موسوم نہیں کیا جا سکتا..... البتہ اگر کوئی شخص فن عیاشی کے اسرار و رموز سے واقف ہو اور اس کے ساتھ شہوت کامل بھی رکھتا ہو تو وہ اپنی تجربہ کاری اور رمز آشنائی سے دو تین عورتوں کو مطمئن اور خوش رکھ سکتا ہے۔ بشرطیکہ عورتیں، بیسوائیں نہ ہوں۔

وہمی امور

یہ ہرگز نہ بھولنا چاہیے کہ وہمی امور کو طبعی افعال خصوصاً فعل جماع میں بڑا دخل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جماع اور نفس کی طرف میلان، محبوبہ کا عشق اور اس سے جماع کرنے کا شوق، ان سب چیزوں کا تعلق وہمی امور

سے ہے۔ پس فعل جماع اور جانوروں کی جفتی کا دیکھنا' قوت باہ سے تعلق رکھنے والی حکایتوں اور شہوت افروز داستانوں کا پڑھنا اور سریلی عورتوں کی آوازوں کا سننا شہوت نفسانی کو ہیجان میں لاتا اور فعل جماع میں معین ہوتا ہے۔

جلق

جلق جسے مشت زنی بھی کہتے ہیں ایک خلاف فطرت فعل ہے جس سے طبیعت غمگین ہوجاتی ہے، عام جسمانی کمزوری جان کا ڈھیر کردیتی ہے اور چونکہ اس فعل میں طبیعت بغیر انتشار کے منی خارج کرنے کی عادی ہوجاتی ہے اس لیے قوت باہ کمزور پڑجاتی ہے۔

جلق میں لذت کی کمی اور رحم کی فطری کشش کے بغیر منی کا خارج ہونا، منی کی پیدائش کو کم کردیتا ہے۔ جلق لگانے سے حشفہ پھول جاتا اور قضیب کی جڑ پتلی پڑ جاتی ہے اور یہ چیز قوت باہ کو ضعیف کردیتی ہے۔ جو لوگ اس فعل بد کے عادی ہوتے ہیں وہ ضعف باہ کی وجہ سے جماع پر قدرت نہیں رکھتے اور اس کے مقابلہ میں اس نجس کام کو پسند کرتے ہیں۔

زیر ناف بالوں کا مونڈنا

زیر ناف......پیڑو......کے بال مونڈنے سے مردوں کی قوت باہ میں اضافہ ہوتا ہے۔ پیڑو پر سے استرے کا گزرنا حرارت کو جوش میں لاتا اور خون و روح کو عضو مخصوص کی طرف جذب کرتا ہے۔ اس سے طبیعت اور

نفس میں فعل جماع کی یاد بھی تازہ ہو جاتی ہے۔

اگر پیڑو کے بال نہ مونڈے جائیں اور عرصہ دراز تک جماع نہ کیا جائے تو ذہن سے جماع کا نقش تقریبا مٹ جاتا ہے اور طبیعت منی کی پیدائش کا اہتمام وانتظام چھوڑ بیٹھتی ہے بالکل اسی طرح جیسے بچہ کا دودھ چھڑا دینے سے چھاتیوں میں دودھ کی پیدائش بند ہو جاتی ہے اور جب منی کی پیدائش برائے نام رہ جاتی ہے تو قوت باہ ضعیف ہو جاتی ہے۔

اغلام

اغلام.....لونڈے بازی.....ایک بدترین فعل ہے اور ازروئے شریعت قطعی طور پر حرام۔ یہ فعل چونکہ غیر فطری اور رحم کی قدرتی کشش سے محروم ہے اس لیے اس میں منی کم اور مشکل سے نکلتی ہے، جس کی وجہ سے حرکتیں زیادہ کرنی پڑتی ہیں اور حرکتوں کی زیادتی سے زیادہ نقصان پہنچتا ہے۔ اگرچہ منی کے کم نکلنے سے اس فعل کا ضرر کم ہے لیکن حرکتوں کا زیادہ ہونا ضرر کو دوگنا کر دیتا ہے اس لیے منی کے کم نکلنے کے باوجود اغلام قوت باہ کو ضعیف کرتا ہے۔

کن عورتوں سے جماع نہیں کرنا چاہیے

صحیح دلائل کے سوا تجربہ وقیاس بھی اس امر کی تائید کرتے ہیں کہ بعض خاص خاص عورتوں سے ہم بستری باہ کو ضعیف کرتی ہے، اس لیے ان

سے دامن بچانا چاہیے اور وہ عورتیں یہ ہیں۔

۱۔ بوڑھی عورت

بڑھاپا عورت میں رطوبتوں کو بڑھا دیتا ہے جن سے اس کی شرمگاہ ڈھیلی اور کشادہ ہو جاتی ہے اور ایسی عورتوں سے جماع کرنے میں لذت کم حاصل ہوتی ہے۔ پھر بوڑھی عورت کا رحم بھی، بہ تقاضائے سن و سال منی زیادہ جذب کرتا ہے اور اس سے مرد کو شدید نقصان پہنچتا ہے۔

۲۔ نابالغ لڑکی

ایسی لڑکی سے بھی جماع ممنوع ہے جو بالغ نہ ہوئی ہو۔ تو عمری اس کی طبیعت کو مجامعت کی طرف راغب نہیں ہونے دیتی اور اسے ہم بستری سے تکلیف و پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ وہ اس سے بھاگتی ہے اور مرد کو لطف حاصل نہیں ہو پاتا جس کی وجہ سے ضعف باہ پیدا ہو جاتا ہے۔

۳۔ حائضہ عورت

عورت سے اس کے زمانہ حیض میں بھی ہم بستر نہیں ہونا چاہیے کہ شرم گاہ کی گندگی اور خون آلودگی مرد میں کراہت پیدا کر کے ضعف باہ کا موجب ہوتی ہے۔ پھر پیشاب کی نالی میں بھی کسی مرض......سوزاک...... کے پیدا ہو جانے کا اندیشہ رہتا ہے۔

۴۔ تارک جماع عورت

جس عورت کو مدت سے مباشرت کا موقع نہ ملا ہو، اس سے جماع

کرنا بھی مضر ہے۔ ایسی عورت کی شرم گاہ میں بہت سے فضلات جمع ہو کر اسے گندہ اور بدبودار بنا دیتے ہیں جس سے مرد کے دل میں نفرت پیدا ہو جاتی ہے اور یہ نفرت ضعف باہ کا سبب بنتی ہے۔

۵۔ بیمار اور بدشکل عورت

ایسی عورت سے طبیعت گھن کھاتی ہے اور جب طبیعت کو زبردستی آمادہ کیا جاتا ہے تو اس زبردستی کا اس پر الٹا اثر پڑتا ہے اور یہ غلط اثر قوت باہ کو کمزور کر دیتا ہے۔

۶۔ باکرہ عورت

اگرچہ اس زمانے میں باکرہ عورت سے جماع کرنا عام طور پر پسند کیا جاتا ہے اور لوگ اپنی نادانی و کم فہمی کی وجہ سے اسے بہترین چیز سمجھتے ہیں لیکن مباشرت سے باکرہ کو جس تکلیف اور جس پریشانی سے دوچار ہونا پڑتا ہے اور اس کے مقام مخصوص سے جو خون نکلتا ہے اس سے طبیعت متاثر ہوتی ہے اور یہ تاثر ضعف باہ پیدا کرتا ہے۔

ان عورتوں کے علاوہ ان تمام عورتوں سے بھی ہم بستری ناواجب ہے جن کی قربت اور جن سے مجامعت، لذت و فرحت پیدا نہ کرے۔ فرحت جس سے قوتیں نمو پاتی ہیں اور حرارت عزیزی برانگیختہ ہوتی ہے اگر حاصل نہ ہو تو منی کی تولید کم اور قوت باہ ضعیف ہو جاتی ہے۔

معشوقہ کے ساتھ ہم بستر ہونے سے سرور حاصل ہوتا ہے۔ نفس

اس کی طرف رغبت دلا کر قوتوں کو مہمیز کرتا اور حرارت عزیزی کو ابھارتا ہے اور ہر چند کہ منی زیادہ خارج ہوتی ہے لیکن منی کی پیدائش کا زیادہ اہتمام ہونے کے باعث قوت باہ ضعیف نہیں ہونے پاتی۔

ایک کام کی بات

اگر عضو مخصوص کی کوتاہی اور رحم کا منہ دور ہونے سے یہ دونوں میں آپس میں نہ مل سکیں تو عورت کی کمر کے نیچے تکیہ رکھ لینے سے یہ نقص جاتا رہتا ہے۔ عام طور پر لوگ سرین...... چوتڑ...... کے نیچے تکیہ رکھتے ہیں' اگرچہ اس سے رحم کا منہ اونچا ہو کر لذت میں زیادتی کا سبب ہوتا ہے لیکن رحم دور اور عضو تناسل چھوٹا ہونے کی صورت میں اور دوری ہو جاتی ہے۔ لہٰذا تکیہ رحم کے فطری رخ کے مطابق رکھنا چاہیے۔ مثلاً جن عورتوں میں رحم کا منہ سیدھا ہو ان کی کمر یا سرین کے نیچے چوڑائی...... چاہے لمبائی...... میں ضرورت کے مطابق تکیہ رکھیں لیکن جن عورتوں کے رحم کا منہ نیچے کی طرف جھکا ہوا ہو مناسب یہ ہے کہ ان کے سرین کے نیچے چوڑائی میں تکیہ رکھا جائے۔ اس طرح رحم کا منہ اور نیچے ہو کر مقصود کے خلاف ثابت ہوگا۔

جن عورتوں کے رحم کا منہ اوپر کی جانب ہو، ان کی کمر کے نیچے چوڑائی میں تکیہ اس طرح رکھا جائے کہ سرین نیچے اور رحم کا منہ شرم گاہ کے مقابل ہو جائے تاکہ طرفین کے لیے لذت کا باعث ہو۔ اس صورت میں تکیہ اگر سرین کے نیچے رکھا جائے گا تو رحم کا منہ اور زیادہ اونچا ہو کر حصول

مطلب میں مانع ہو جائے گا۔ کیونکہ جب تک رحم کا منہ عضو تناسل کے سامنے نہ ہو، نہ لذت حاصل ہو سکتی ہے۔ نہ عورت کے انزال کی کوئی صورت نکل سکتی ہے۔

اگر رحم کا منہ دائیں یا بائیں جانب جھکا ہوا ہو، تو کسی قابلہ...... دائی ......یا تجربہ کار معالج سے اسے درست کرالیں۔

اندری بجری

اندری بجری اگرچہ ایک عجیب و غریب علم ہے جس سے عیاش طبع لوگوں کو ضرور واقف ہونا چاہیے، لیکن اس کی بیٹھک...... جسے علم کا مدار کہنا چاہیے...... کسی طرح ٹھیک نہیں بیٹھتی اور آج تک ایسا آدمی سننے میں نہیں آیا جو اس علم کو پورے طور پر جانتا ہو۔ حتیٰ کہ جن لوگوں کو اس علم کا دعویٰ تھا، وہ اس کی نشست...... بیٹھک...... تک سے ناواقف نکلے۔

ہاں! اتنا ضرور ہے کہ اس کا وِرد رکھنے والے بغیر نشست ہی کے منی روکنے پر قدرت حاصل کر لیتے ہیں، بشرطیکہ وہ سرعت انزال، ضعف باہ اور خفقان میں مبتلا نہ ہوں۔ اگر صحت مند آدمی اس علم کے بغیر ہی منی کے روکنے کا خیال کرے، تو کر سکتا ہے لیکن جیسا کہ چاہیے نتیجہ برآمد نہیں ہوتا۔

جو لوگ اس فن میں مہارت رکھتے ہیں، مختلف عورتوں کے ساتھ جماع کرنے سے ان کے خون میں حرارت غیر معمولی حد تک بڑھ جاتی

ہے۔ تاایں کہ......عیاذ باللہ......انہیں ایسا سخت جذام......کوڑھ......لاحق ہو جاتا ہے جو کسی عنوان قابل علاج نہیں ہوتا۔

اکثر جوگی اس علم کے ماہر ہوتے ہیں۔ سانس کے مانند وہ منی کو روکنے کی بھی مشق کرتے ہیں لیکن اس علم میں ضرر کا پہلو چونکہ نفع سے زیادہ ہے اس لیے اس کی تفصیل قلم انداز کی جاتی ہے۔

جماع اور بقائے جماع

یہ جماع میں جو اس قدر لذت رکھی گئی ہے، صرف بقائے جماع کے لیے ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے شوق جماع کو سرشت انسانی کا ایک جزو بنا کر اسے زندگی کی تمام خواہشوں، ساری ضرورتوں پر ترجیح دی ہے۔ یہاں تک کہ عقل جیسا شریف اور گراں مایہ جوہر بھی اس شوق کے طوفان سے مغلوب بلکہ ایک حد تک نابود ہو جاتا ہے۔ شرم و حیا کے حصار ڈھے جاتے ہیں، اپنے پرائے کا لحاظ جاتا رہتا ہے۔ دور اندیشی پر سکتہ کا دورہ پڑ جاتا ہے۔ فکر معاش ہی نہیں، اہل و عیال کی محبت بھی دل و دماغ سے مٹ جاتی ہے اور جماع کے سوا کسی چیز کا خیال نہیں آتا۔

قدرت نے اس خواہش کو دین و دنیا کے تمام کاموں پر اس قدر غلبہ دیا ہے کہ جب یہ طوفان کی صورت میں بیدار ہوتی ہے تو انسان کے دیدے پٹم ہو جاتے ہیں۔ اس کے دماغ پر قفل چڑھ جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ

معبود حقیقی کو بھی فراموش کر بیٹھتا ہے۔ اس کے احکام کو پس پشت ڈال کر ایسی لایعنی اور احمقانہ حرکات کرنے لگتا ہے جو وہم وگمان بھی نہیں آ سکتیں۔

چونکہ جماع کا مقصود اصلی بقائے نسل ہے اس لیے جن لوگوں کو اللہ تعالٰی نے عقل وفہم کی نعمت عطا فرمائی ہے، وہ ازراہ حرمت اپنی شہوت کو برباد، اپنے تخم کو رائیگاں نہیں ہونے دیتے۔

ظاہر ہے کہ انسان بہ اعتبار نوع تمام جانداروں پر شرف رکھتا ہے اور نوع کی بقا، اعضائے تناسل پر موقوف ہے اس لیے اعضائے تناسل کی صحت کا خیال اور ان کے امراض کا ازالہ بقائے نسل انسانی کے لیے اساسی حیثیت رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو علم اعضائے تناسل کی صحت کا وسیلہ بنتا ہے اور جسے علم طب کہا جاتا ہے وہ اپنے موضوع کی شرافت کے اعتبار سے...... علوم دینیہ سے قطع نظر باقی ...... دوسرے تمام علوم پر شرف و برتری رکھتا ہے۔

خواہش جماع اور دل

اہل دانش اچھی طرح جانتے ہیں کہ خواہش جماع کا اصل سرچشمہ دل ہے۔ جب تک دل، رنج وغم اور دنیا کے افکار و وساوس سے آزاد نہ ہو جماع ممکن نہیں اور۔ ہے بھی یہی بات کہ دل تمام اعضائے جسم کا سردار ہے لیکن وہ اسی وقت اس فعل کو بخوبی انجام دیتا ہے جب دماغ کی روح شوقیہ

بھی اس کا ساتھ دے۔ اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ دل کے ارادہ نے تو ہم بستری کے مرحلہ تک پہنچا دیا لیکن چونکہ "روح شوقیہ" کی رہنمائی حاصل نہ تھی اس لیے یہ مرحلہ جیسا کہ ہونا چاہیے تھا طے نہ ہوسکا۔

اسی طرح باخبر حضرات یہ بھی جانتے ہیں کہ محض "روح شوقیہ" کا ارادہ مجامعت کی تکمیل کا ذریعہ نہیں بن سکتا، تاوقتیکہ دل کی خواہش بھی اس کا ہاتھ نہ بٹائے۔ لہٰذا فعل جماع کی مکمل طور پر انجام دہی کے لیے لازم ہے کہ دل چاہتا ہو اور دماغی شوق دل کی خواہش کا ساتھ دے۔ نیز دماغ اور حرام مغز میں وہ حس بھی موجود ہو، جو دخول و خروج سے لذت کا احساس کرتی ہے اور ساتھ ہی جگر میں متعدل خون ہو۔

بعض اطباء کے نزدیک خواہش جماع، جگر اور گردوں کی مشارکت سے پیدا ہوتی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جب انسان جماع کا ارادہ کرتا ہے تو جوف دار پٹھے اور عضو مخصوص کے دوسرے حصے خون اور روح غلیظ سے شریانیں روح سے اور وریدیں بہت سے خون سے پر ہو جاتی ہیں جس کے نتیجہ میں عضو مخصوص طول و عرض میں بڑھ کر پوری طرح کھڑا ہو جاتا ہے۔

معلوم ہونا چاہیے کہ تمام جسمانی افعال طبیعت مدبرہ بدن...... بدن کی اصلاح کرنے والی طبیعت...... سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ ایک بے شعور قوت ہے جو تسخیر کے طور پر بدن کی اصلاح کا کام کرتی ہے۔ اسی کو فلاسفہ نفس ناطقہ کی طرف منسوب کرتے ہیں اور طبیعت کو جسمانی قوت کے ساتھ

جسم کی تکمیل کا محافظ بتاتے ہیں۔ طبیعت کا خاصہ یہ ہے کہ جب وہ کسی دینی یا دنیوی غرض کے حصول کا ارادہ کرتی ہے تو جسم کی ساری حرارت اور تمام قوتوں کے ساتھ اسے حاصل کرنے میں لگ جاتی ہے۔ چنانچہ شطرنج جیسے کھیل، یا کسی دلچسپ تماشے میں انہماک کے وقت آدمی کھانے پینے یہاں تک کہ رفع حاجت سے بھی بے خبر ہو جاتا ہے۔

اس کے علاوہ طبیعت کا یہ بھی کام ہے کہ جب اسے کوئی حاجت یا غرض محسوس ہوتی ہے تو وہ جسم و نفس کی تمام قوتوں کو سمیٹ کر اس کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے اور اسے کسی بات کا ہوش نہیں رہتا۔ مثال کے طور پر جب کوئی بہت ہی اہم مسئلہ درپیش ہوتا ہے تو انہماک بڑی سے بڑی ضرورت کو فراموش کر دیتا ہے۔ عشق حقیقی یا عشق مجازی کی محویت بالکل اسی قسم کی ہوتی ہے۔

خصیے

نوع کے اعتبار سے خصیوں کا عضو رئیس ہونا مسلم ہے کہ یہ منی پیدا کرتے ہیں اور منی نوع انسان کی بقاء کا سبب ہیں۔ دایاں خصیہ، بائیں خصیے سے قوی اور بڑا ہوتا ہے۔ اس کے خلاف شاذ و نادر ہی دیکھنے میں آتا ہے۔ مردوں کے خصیے بڑے اور ظاہر لیکن عورتوں کے خصیے چھوٹے اور پوشیدہ ہوتے ہیں۔ پھر مردوں کے خصیے عضو تناسل کی جڑ میں اور عورتوں کے خصیے

رحم کے دونوں طرف واقع ہیں۔

خصیوں کا بڑا ہونا منی کی کثرت پیدائش کو ظاہر کرتا ہے' جو مردوں کے قوی الباہ ہونے کی دلیل ہے لیکن کبھی خصیوں میں رطوبت پیدا ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے وہ بے حد بڑھ جاتے ہیں یہاں تک کہ بعض اوقات انسان کے لیے اٹھنا بیٹھنا بھی دشوار ہو جاتا ہے۔

یہ مرض اکثر مرطوب ممالک کے باشندوں، خصوصاً سمندر کے قریب رہنے والوں کو ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ کلکتہ اور اس کے آس پاس اس کی بڑی شدت ہے۔ ان مقامات کے لوگوں کے مزاج میں چونکہ سردی اور تری کا غلبہ ہوتا ہے، اس لیے وہ حرارت کو بجھا کر دیکھتے دیکھتے مزاج کو ٹھنڈا کر دیتا ہے اور قوت باہ کمزور ہی نہیں باطل ہو جاتی ہے۔

خصیوں کا حد سے زیادہ چھوٹا ہونا کمی شہوت کی دلیل ہے چنانچہ ضعیف الباہ اشخاص نیز علت آبنہ ...... اغلام کرانے والوں ...... کے مریضوں اور مخنثوں کے خصیے بہت چھوٹے ہوتے ہیں۔

خصیوں کی بناوٹ میں بہت سے رگ پٹھے وغیرہ شامل ہیں' اس لیے ان کی نزاکت چوٹ کو بالکل برداشت نہیں کر سکتی' بلکہ شدید چوٹ سے موت تک واقع ہو جاتی ہے۔

شیخ بو علی سینا کا قول

شیخ بو علی سینا کا قول ہے کہ "فعل جماع عضو کو طاقت وریناتا ہے اور ترک جماع سے عضو کمزور ہو جاتا ہے۔" یہ قول دراصل بقراط سے ماخوذ ہے چنانچہ بقراط "فصول بقراطی" میں لکھتا ہے۔ "جو عضو جس کام کے لیے بنایا گیا ہے، اس کام کی انجام دہی اس عضو میں طاقت اور فربہی پیدا کرتی ہے لیکن اگر عضو کو اس کے مخصوص عمل سے باز رکھا جائے تو وہ عضو کمزور اور دبلا پڑ جاتا ہے۔"

جالینوس کہتا ہے کہ بالغ عورتوں سے جماع کرنا شہوت کو بڑھاتا ہے اس لیے کہ شروع جوانی میں جماع کرنے سے رگیں کشادہ ہو جاتی ہیں اور ان میں خون بہ کثرت پہنچتا ہے۔

افلاطون کا قول ہے کہ قوتوں کا ساکن رہنا انہیں کمزور کرتا ہے لیکن جو ریاضت ان کے ساتھ مخصوص ہے اس کے جاری رہنے سے ان کی صحت قائم رہتی اور ان کی قوت میں ترقی ہوتی ہے۔

اگر مرد کا عضو مخصوص چھوٹا اور عورت کی اندام نہانی تنگ ہو تو منی رحم میں فوراً قوت کے ساتھ نہیں پہنچتی۔ اس لیے ان حالت میں حمل کا قرار پانا اور بچہ کا پیدا ہونا ممکن نہیں۔ کیونکہ منی سب سے پہلے رحم کی دیواروں سے ملتی ہے اس حالت میں جب تک وہ دیواروں سے آ کر ملے گی تو اس کی فطری

حرارت ضائع ہو کر کام سے جا چکی ہو گی۔

سرد ملکوں اور سرد موسم اور سرد آب و ہوا میں، بیرونی سردی کے زیر اثر حرارت جسم کے اندر جمع رہتی ہے۔ اس لیے مردوں کی شہوت عورتوں کے مقابلہ میں قوی اور تیز ہو جاتی ہے لیکن بعض لوگوں کا نظریہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ وہ سرد موسم اور سرد وقت میں عورتوں کی شہوت کو مردوں کی شہوت سے زیادہ قوی بتاتے ہیں۔

بظاہر صحت پہلے قول میں نظر آتی ہے اس لیے کہ مردوں کا مزاج گرم ہے۔ باہر کی سردی سے گرمی اندر اکٹھی ہو کر شہوت کی زیادتی کا سبب ہو سکتی ہے۔ اس کے علاوہ بیرونی سردی طبیعت میں فرحت و انبساط پیدا کرتی ہے اور اس میں جماع کی طرف میلان ہوتا ہے۔ البتہ سرد مزاج لوگوں کے متعلق ممکن ہے کہ دوسرا قول سچا ثابت ہو۔

شہوت کی زیادتی اتفاق ہی سے کسی کو نصیب ہوتی ہے۔ اصلاً تو یہ مرض میں داخل نہیں بلکہ عیاشوں کی طرح اکثر لوگ اس کے لیے دعائیں مانگتے رہتے ہیں لیکن عام حالات کے اعتبار سے چونکہ یہ ایک فطری چیز ہے اس لیے اسے مرض ہی میں شمار کیا جاتا ہے۔

منی

خصیوں کی پیچ در پیچ نالیاں رگ پٹھوں کی ان گنت شاخوں کے

جال اور جھلیوں سے بنی ہیں۔ جب پوری طرح پکا ہوا لطیف خون ان نالیوں میں پہنچتا ہے تو روح کے ساتھ متحرک ہو کر لطیف بخارات کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ پھر اوعیہ منی ...... منی کی تھیلی ...... میں دوبارہ پکتا ہے۔ اب اس کی رنگت کی سرخی جاتی رہتی ہے اور وہ سفید معتدل قوام بن جاتا ہے۔ یہی سفید معتدل قوام منی کہلاتا ہے۔

جماع کے وقت یہ منی عضو مخصوص کی جڑ میں آ کر اپنے مقررہ رستے سے عورت کی شرم گاہ میں داخل ہوتی ہے اور اگر مرد اور عورت کو ایک ساتھ انزال ہو تو رحم اپنی فطری کشش کے زیر اثر اپنا منہ کھول کر اس منی کو چوس لیتا ہے۔ اسی کو جماع طبعی کہتے ہیں۔

منی وہ جوہر لطیف ہے کہ اگر جسم میں اعتدال کے ساتھ موجود رہے تو اس سے آنکھوں کو روشنی حاصل ہوتی ہے۔ ہاتھ پاؤں اور دوسرے اعضائے جسم کو قوت پہنچتی ہے۔ بعض لوگ بول و براز ...... پیشاب پاخانہ کی طرح منی کو بھی فضلہ قرار دیتے ہیں لیکن ان کا یہ خیال حقیقت سے بعید ہے۔ فضلہ کی خاصیت یہ ہے کہ اس کے خارج ہونے سے طبیعت ہلکی ہو جاتی ہے اور جسم میں کسی قسم کی کمزوری محسوس نہیں ہوتی لیکن اس کے خلاف منی جب جسم سے خارج ہوتی ہے تو جسم نمایاں طور پر ضعف محسوس کرتا ہے۔ اس لحاظ سے اگر منی بھی در حقیقت فضلہ ہوتی تو اس کے خارج ہونے سے کمزوری کا احساس نہ ہوتا۔ پس معلوم ہو گیا کہ منی پختہ اور لطیف

خون سے بنتی ہے اور اسے کسی طرح بھی فضلہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔

ہضم کا آخری مرحلہ طے کر لینے کے بعد جب خون اعضاء کی غذا بن چکتا ہے تو اس کا جو حصہ باقی بچتا ہے۔ وہ منی کی تھیلی میں جا کر جمع ہو جاتا ہے اور خصیوں کو غذا پہنچا دینے کے بعد دوبارہ پختہ ہو کر منی کہلاتا ہے۔ یہ مادہ بہ طور امانت تمام اعضاء سے پہنچتا ہے یہی نہیں کہ ادعیہ منی' منی کی تھیلی...... میں جمع رہتا ہے۔ جماع کے وقت یہ منی آدھی یا اس سے کم و بیش خارج ہو جاتی ہے۔ اگر زیادہ خارج ہو جائے تو اسی نسبت سے کمزوری بھی زیادہ محسوس ہوتی ہے۔ چنانچہ اکثر حالات میں تین چار بار مسلسل جماع کرنے سے منی کی تھیلی خالی ہو جاتی ہے اور جو لوگ لگاتار بار بار جماع کرتے ہیں انجام کار انہیں منی کی بجائے خون آنے لگتا ہے۔

خون اور اسی طرح بدن کی دوسری رطوبتوں کے نکلنے سے زیادہ کمزوری اسے لیے پیدا نہیں ہوتی کہ جتنی مقدار میں وہ نکلتی ہیں، اس سے کہیں زیادہ وہ جسم میں پھر بھی باقی رہتی ہیں۔ پھر خون وغیرہ کا اخراج ان کی کسی خرابی کی وجہ سے عمل میں آتا ہے جس سے بجائے کمزوری کے جسم کو آرام ملتا اور قوت حاصل ہوتی ہے۔ اس کے برعکس لذت طلبی اور لطف طبیعت کی بنا پر منی ایک نہایت قیمتی اور کارآمد شے ہونے کے باوجود، ضرورت بے ضرورت بار بار نکالی جاتی ہے اب آپ خود ہی سوچئے کہ منی جیسی چیز کا، جو خون کی بہ نسبت جسم میں بہت ہی کم ہوتی ہے برابر اور مسلسل

نکلتے رہنا اس خون کے نکلنے سے کیا نسبت رکھتا ہے، جو انسانی جسم میں بہ مقدار کثیر موجود ہے اور اس پر بھی برسوں کی برسات میں کبھی اتفاقیہ طور پر نکلتا ہے۔

الغرض منی چونکہ بے شمار تبدیلیوں کے بعد بنتی ہے اس لیے انسانی جسم میں اس کی پیدائش بہت کم ہے لیکن وہ نکلتی زیادہ ہے۔ اس کے مقابلہ میں خون اور دوسری رطوبتیں بدن میں پیدا تو زیادہ ہوتی ہیں، لیکن نکلتی اتفاقیہ طور پر ہیں۔ اس لیے منی اور خون کے اخراج سے جو کمزوری اور دوسرے اثرات مرتب ہوتے ہیں، انہیں ایک پلڑے میں ہرگز نہیں رکھا جا سکتا۔

پھر منی چھوڑ کر کوئی مادہ ہو، اس کے زیادہ نکلنے سے کمزوری اور خرابی کا پیدا ہونا یقینی ہے۔ بیماری کے مادہ ہی کو لیجئے، جو اخلاط کی کمی کے باوجود نکالا جاتا ہے لیکن اگر اس کے نکالنے میں افراط سے کام لیا جائے تو اس سے بھی کمزوری پیدا ہوتی ہے یہاں تک کہ بعض اوقات نوبت غشی تک پہنچ جاتی ہے اور ہاتھ پاؤں ٹھنڈے پڑ جاتے ہیں۔ یہ ایسی خطرناک علامتیں ہیں کہ منی کے اخراج سے بھی پیدا نہیں ہوتیں۔

اس کے علاوہ کسی نے آج تک اس رطوبت کو فضلہ نہیں سمجھا جس میں اعضاء بننے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ اسی طرح یہ دعویٰ بھی کسی نے آج تک نہیں کیا کہ فضلہ کے اخراج سے وہی لذت حاصل ہوتی ہے جو ہم بستری کے وقت روح کے تحلیل ہونے سے انسان محسوس کرتا ہے۔ پھر فضلہ چونکہ

ردی اور خراب ہوتا ہے، اس لیے روح کا اس سے کوئی خاص تعلق بھی نہیں ہوتا۔

مختصر یہ کہ منی ایک ایسی رطوبت ہے جس میں اعضاء بننے کی قریب قریب صلاحیت پائی جاتی ہے۔ یہ بہت سی تبدیلیوں کے بعد بنتی ہے اور خون کے مقابلہ میں اس کا تعلق روح کے ساتھ زیادہ گہرا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ تمام جسم کے لیے اصل و بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے۔ چنانچہ یہ ہمہ جہت یہ سب سے افضل اور سب سے برتر چیز ہے۔ یہی وجہ ہے کہ منی کی تعریف ان الفاظ میں کی جاتی ہے۔

"منی ایک ایسی رطوبت ہے جس میں بہت سے تغیرات کے بعد یہ صلاحیت پیدا ہوجاتی ہے کہ اس کے ذریعہ صاحب منی کی نوع یا اس کی نوع کے قریب قریب کا کوئی دوسرا شخص بن سکے۔ مثلاً گدھے اور گھوڑی کے نطفہ سے خچر پیدا ہوتا ہے۔"

استقرار حمل

مرد اور عورت دونوں کی منی میں حمل ٹھہرانے اور حمل قبول کرنے کی صلاحیت ہے یا نہیں؟ حکماء کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔

اکثر حکیموں کا کہنا یہ ہے کہ اگر دونوں کی منی میں یہ دونوں قوتیں پائی جاتیں، تو یقینی طور پر ایک ہی منی سے بچہ پیدا ہوجایا کرتا۔ حالانکہ مشاہدہ اور تجربہ دونوں اس کی نفی کرتے ہیں۔ تاہم جالینوس اور بعض

دوسرے اطباء نے دونوں کی منی میں دونوں قوتیں بیان کر کے اس پر دلائل بھی قائم کیے ہیں لیکن ان کے نزدیک بھی مرد کی منی میں حمل ٹھہرانے اور عورت کی منی میں حمل قبول کرنے کی قوت زیادہ ہے۔

میرے پاس ایسی کوئی دلیل نہیں ہے کہ میں ان دونوں گروہوں میں سے کسی ایک گروہ کے قول کی تائید و تصدیق کرسکوں۔ تاہم میری عقل اتنا ضرور بتاتی ہے کہ مرد کی منی گرم و خشک اور عورت کی منی سرد و تر ہے اور جب تک یہ دونوں ایک جگہ جمع نہ ہوں وہ اعتدال ہرگز رونما نہیں ہوسکتا' جس سے حمل قرار پاکر بچہ پیدا ہوسکے۔ بشرطیکہ دونوں کی منی کے مزاج اصلہ میں کسی تغیر نے راہ نہ پائی ہو۔ لہذا مرد کی منی حمل ٹھہرانے والی قرار پائی اور عورت کی منی حمل قبول کرنے والی۔

عورتوں کی منی

عورتوں کی منی کے بارے میں بھی حکماء مختلف الرائے ہیں۔

چنانچہ ارسطو عورتوں میں منی کے وجود سے انکار کرتا ہے اور ان میں منی مانند جو رطوبت پائی جاتی ہے۔ اسے خون حیض کی ایک قسم قرار دیتا ہے۔

شیخ الرئیس نے اس سلسلہ میں بہت طول طویل بیان دیا ہے، جس میں ارسطو سے اتفاق کرتے ہوئے منی سے ملتی جلتی رطوبت کا...... جو حمل ٹھہرنے میں شامل ہوتی ہے...... پایا جانا تسلیم کیا ہے۔ اس لیے کہ اگر

عورتوں میں منی کے وجود سے بالکل ہی انکار کر دیا جائے تو خصیوں کی پیدائش بے نتیجہ قرار پاتی ہے۔ شیخ نے عورت کی منی کو خون حیض سے الگ ایک چیز بتایا ہے اور اس کا ثبوت یہ دیا ہے کہ منی جب رحم کی طرف بہتی ہے تو عورت اس سے لذت محسوس کرتی ہے لیکن اس کے برخلاف خون حیض کا اخراج ان کے لیے تکلیف دہ ہوتا ہے۔

عورت کی منی کے ثبوت میں شیخ کا یہ قول ہی ایک صحیح اور سچی بات نہیں ہے بلکہ اس بے ہمتا طبیب نے مرد کی منی میں ٹھہرانے والی اور عورت کی منی میں قبول کرنے والی قوتوں کو بھی تسلیم کیا ہے۔

جالینوس مرد اور عورت دونوں میں منی وجود کا قائل ہے اور دونوں میں دونوں قوتوں کو تسلیم کرتا ہے۔ البتہ یہ وہ مانتا ہے کہ مرد کی منی میں حمل ٹھہرانے والی قوت زیادہ ہے اور عورت کی منی میں حمل قبول کرنے والی۔

غرض یہ کہ جب مرد اور عورت کی منی ملتی ہے۔ تو مرد کی منی، اپنی خاصیت کے مطابق حمل ٹھہرانے کا موجب ہوتی ہے اور عورت کی منی اس حمل کو قبول کرتی ہے بشرطیکہ منی میں کسی طرح کا فساد نہ ہو اور اس میں کسی قسم کی رکاوٹ نہ پائی جائے۔

اس پر تمام اطباء کا اتفاق ہے کہ مرد کی منی عورت کی منی کے ساتھ مل کر حمل ٹھہراتی ہے اور بچے کا جسم عورت کی منی اور خون حیض سے بنتا اور پرورش پاتا ہے۔ مرد کی منی اور بچہ کے جسم و روح کے باہمی تعلق کو ایسا سمجھ

لیجئے، جیسا کہ دودھ میں مایہ!

جالینوس نے ارسطو کے قول کا رد کرتے ہوئے عورتوں میں منی کے وجود کی جو دلیلیں پیش کی ہیں وہ یہ ہیں۔

۱۔ عورتوں کے اعضاء کی چیر پھاڑ کرنے سے معلوم ہوا ہے کہ عورتوں کے اوعیہ منی...... منی کی تھیلی...... میں ایک لیس دار رطوبت موجود ہوتی ہے۔

۲۔ بعض عورتوں کو ہم بستری کا اتفاق نہ ہونے سے اختناق الرحم...... ہسٹریا...... کی شکایت ہوجاتی ہے لیکن جب ان کے ساتھ صحبت کی جاتی ہے، تو لذت کے ساتھ انزال ہوکر یہ شکایت جاتی رہتی ہے۔

۳۔ عورتوں میں منی نہ ہوتی، تو ان میں خصیے پیدا نہ کیے جاتے۔

۴۔ اعضائے اصلی...... مثلاً ہڈی اور رگیں وغیرہ...... کی پیدائش خون کے مقابلہ میں لیس دار رطوبت سے بہت آسان ہے۔

۵۔ بچہ ماں باپ کی منی کے مطابق دونوں کے ہم شکل ہوتا ہے۔

۶۔ اگر تمام اعضاء صرف خون سے پیدا ہوتے تو کوئی اصلی عضو ضائع ہوجانے کے بعد دوبارہ پیدا ہوسکتا اور کٹ جانے کے بعد جڑ سکتا تھا۔

خواجہ سرا اور ہیجڑے

نقاش کائنات نے یوں تو اس نگار خانہ آب وگل میں طرح طرح کے بے شمار نقش بنائے ہیں اور ایسی ایسی مخلوق پیدا کی ہے کہ اس تک

ہمارے خیال و تصور کی رسائی بھی نہیں ہو سکتی لیکن جو مخلوق ہماری نگاہ سے گزرتی ہے اس میں ایک مخلوق خواجہ سرا بھی ہے جن کی تین قسمیں دیکھنے میں آتی ہیں۔ بادامی، پستئی اور صندلی۔

بادامی کا عضو تناسل بادام کی طرح ہوتا ہے اور پستئی کا پستہ کے مانند لیکن صندلی میں پیشاب کی نالی کے سوا کچھ ہوتا ہی نہیں۔

خواجہ سرا مردانہ تقاضے کے زیر اثر چپٹی بازی...... جس میں جسم کو جسم ساتھ رگڑا جاتا ہے...... کرتے اور نسوانی عادات و علامات کے تحت علت ابنہ...... اغلام کرانے...... میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

خلقی ترکیب کے مطابق جس کے مزاج میں جس جز کا غلبہ ہوتا ہے اسی کے مطاق وہ کام کرتا ہے۔ داڑھی مونچھ صرف بادامی ہی کے نکلتی ہے اور دوسری قسم کے خواجہ سراؤں میں شاذ و نادر ہی پائی جاتی ہے۔ بادامی کو جب انزال ہوتا ہے تو پانی کی طرح نہایت پتلی منی نکلتی ہے اور پستئی کی منی عموماً خارج ہی نہیں ہوتی۔ ان کی چپٹی بازی...... مساحقت عورتوں کی طرح ہوتی ہے اور یہ جو مشہور ہے کہ کسی عورت یا خواجہ سرا سے چپٹی والی عورت مرد کے کام کی نہیں رہتی، بالکل صحیح اور سو فیصد سچی بات ہے۔

ایک قسم خنثیٰ کہلاتی ہے، جس میں پیشاب کی نالی یا سوراخ کے سوا مردانہ اور زنانہ دونوں عضو نہیں ہوتے۔ چنانچہ صندلی ہیجڑے بھی انہی میں شامل ہیں لیکن جن کی پیدائش میں مردانہ اور زنانہ دونوں مادے برابر ہوتے

ہیں، ان میں مردانہ اور زنانہ اعضاء بھی یکساں طور پر پائے جاتے ہیں لیکن مزاج کے مطابق غلبہ ایک ہی کو حاصل ہوتا ہے۔ یہ بات پیشاب نکلنے سے معلوم ہوتی ہے کہ مردانہ مزاج غالب ہے یا زنانہ۔

جن میں زنانہ مزاج غالب ہوتا ہے، انہیں حیض آتا ہے اور حمل بھی رہ جاتا ہے لیکن جن میں مردانہ مزاج کا غلبہ ہوتا ہے، انہیں صرف انزال منی ہی نہیں ہوا بلکہ شاذ و نادر اس انزال سے حمل بھی قرار پا جاتا ہے۔

قبلہ و کعبہ جد امجد مرحوم نے ہیجڑوں کے متعلق ایک دلچسپ حکایت بیان کی ہے جسے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

ہندوستان میں ہیجڑوں کا گروہ مشہور ہے، جو نسوانی مزاج و عادات کی بنا پر اپنا عضو تناسل کٹوا ڈالتے ہیں اور اس کے اچھا ہو جانے پر پیشہ کے طور پر اغلام کراتے ہیں۔ یہ آپس میں مل کر اپنا ایک چودھری بناتے ہیں، جو ان کے تمام جھگڑوں کا تصفیہ کرتا ہے۔ یہ بات نقل ہوتے ہوتے یقین کے درجہ کو پہنچ چکی ہے کہ جب یہ لوگ کسی نئے شخص کو اپنے گروہ میں شامل کرتے ہیں تو ان کے ہاں نیاز کے طور پر "میر بھچری" کی کڑاہی ہوتی ہے۔ اس وقت چاہے کتنا ہی طاقت ور اور بہادر شخص ان کے ساتھ بیٹھا ہو، اس کی ساری بہادری، تمام مردانگی کافور ہو جاتی ہے اور وہ انہی کا شریک حال بن جاتا ہے۔ اسے جادو کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے۔!"

ہیجڑوں میں ایک نیا گروہ پیدا ہوا ہے جسے "زنانہ" کہتے ہیں۔ ان

لوگوں پر نسوانیت اتنی طاری نہیں ہوتی کہ یہ اپنا عضو تناسل کٹوا کر ہیجڑوں میں مل جائیں، تاہم یہ اغلام کراتے ہیں۔ ناچ گا کر روٹی کماتے ہیں اور رنڈیوں سے زیادہ ناز نخرے دکھاتے ہیں۔ ان میں سے بعض پر مردانہ مزاج غالب ہوتا ہے اور وہ صاحب اولاد بھی ہوتے ہیں۔

خواجہ سرا یا مخنث کیسے ہوتے ہیں؟

مرد کا مزاج گرم خشک ہے اور عورت کا مزاج سرد تر۔ چنانچہ ان کے مزاج کے مطابق ان کی منی بھی گرم و خشک اور سرد و تر ہوتی ہے۔ جب وہ دونوں ایک ساتھ منزل ہوتے ہیں اور بحکم خدا حمل قرار پاتا ہے تو مرد کی منی عورت کی منی سے مل کر اعتدال اختیار کر لیتی ہے۔ اس سے جو بچہ پیدا ہوتا ہے اس کے مزاج میں بھی اعتدال پایا جاتا ہے لیکن اگر کسی وجہ سے اس میں اعتدال پیدا نہ ہو تو بچہ کا مزاج بھی غالب کیفیت کی طرف مائل ہوگا۔ فرض کیجیے مرد کی منی کی گرمی تیس درجہ، سردی بیس درجہ، خشک پندرہ درجہ اور تری دس درجہ ہے اور عورت کی منی کی گرمی بیس درجہ، سردی تیس درجہ، خشکی دس درجہ اور تری پندرہ درجہ ہے، تو اس صورت میں دونوں کی منی جب آپس میں ملے گی اور مردانہ گرمی خشکی غالب رہے گی تو بچہ مردانہ مزاج پر پیدا ہوگا اور اس میں تمام مردانہ صفات پائی جائیں گی لیکن کمی و بیشی کی صورت میں مردانہ عادات و صفات میں فرق پڑ جائے گا۔

چنانچہ اگر اس مردانہ ترکیب کو مزاج زنانہ مل جائے تو مردانہ اعضاء کے باوجود بعض نسوانی عادتیں پیدا ہو جائیں گی۔ اس میں علت ابنہ ...... اغلام کرانے کی عادت...... تو نہ ہو گی لیکن وہ بشرط قوت و قدرت عورتوں کی بجائے لڑکوں کی طرف مائل ہوگا۔ نسوانی مزاج کے سبب اس کی جسمانی قوتیں ضعیف ہوں گی اور جوانی کا جوش ٹھنڈا پڑنے کے بعد وہ ہمیشہ علت ابنہ ...... اغلام کرانے ...... میں مبتلا رہے گا لیکن زنانوں اور ہیجڑوں میں کبھی شامل نہ ہوگا۔

اگر اس بچہ کا نسوانی مزاج کمزور ہوا تو یہ لڑکپن کی بری صحبتوں میں پڑ کر علت ابنہ ...... اغلام کرانے...... میں پھنس جائے گا اور جوان ہونے پر کبھی دوسروں کے ساتھ بدفعلی کرے گا اور کبھی خود کرائے گا لیکن عمر کے آخری دور میں اس کی قوتیں بے جان ہو جائیں گی تو قدیم عادت کے مطابق ہمیشہ علت ابنہ ہی کا مریض رہے گا۔ البتہ پہلے مزاج کے بچہ کی بہ نسبت اس کی طبیعت مردانہ حالات کی طرف زیادہ مائل ہوگی۔

اس قسم کا قوی المزاج بچہ جس میں حرارت عزیزی اور شہوانی قوتیں بقدر ضرورت موجود ہوں اگرچہ بچپن میں اغلام کرا لیتا ہے لیکن جب وہ جوانی کی منزل میں قدم رکھتا ہے اور اس کی حرارت عزیزی انگیختہ ہوتی ہے تو اغلام کرنے کے سوا اسے اور کسی کام سے دلچسپی نہیں رہتی۔ اس لیے کہ مردانہ مزاج، حرارت عزیزی اور اس کی جسمانی قوتیں جب مکمل ہو جاتی ہیں، تو

کمزور نسوانی مزاج پر غالب آ کر اسے دفع کر دیتی ہیں۔ اگر زنانہ مزاج مردانہ مزاج پر معمولی سا غلبہ رکھتا ہے تو بچہ زنانہ اور اگر اس کا غلبہ بہت شدید ہو تو مخنث...... ہیجڑا...... پیدا ہوتا ہے اور اپنا عضو کٹوا کر ہیجڑوں میں جا ملتا ہے۔

اگر بچہ میں نسوانی مزاج کا بالکل غلبہ نہ ہو لیکن مردانہ مزاج بھی خلقۃً کمزور ہو تو وہ خواجہ سرا پیدا ہوگا اور مادہ کی کمی بیشی کے مطابق بادامی پستئی یا صندلی میں سے کسی ایک قسم میں شامل کیا جائے گا لیکن اس میں علت ابنہ...... اغلام کرانے...... کی رغبت بالکل نہیں ہوگی۔ بلکہ اگر اس کے عضو کی کوتاہی اسے عورت کے ساتھ رجوع کرنے سے باز رکھے گی تو وہ اس سے چپٹی کھیلے گا۔

اگر مردانہ مزاج کا غلبہ کم مادہ ناقص اور نسوانی مزاج کا بھی قدرے اثر ہو تو خواجہ سرا صندلی ہوگا۔ اگر صندلی خواجہ سرا میں مردانہ اوصاف و اعضاء پائے جائیں تو وہ خواجہ سرا سمجھا جائے گا اور اگر اس پر زنانہ پن غالب ہو تو اسے ''خنثیٰ'' کے زمرہ میں شمار کیا جائے گا۔ اس لیے کہ خنثیٰ اسے کہا جاتا ہے جو مردانہ اور زنانہ دونوں علامتوں سے عاری ہو۔ مختصر یہ کہ زنانہ مزاج کی آمیزش جتنی کم ہوگی، اتنی ہی اس میں علت ابنہ...... اغلام کرانے کی بیماری...... کم پائی جائے گی۔ کیوں کہ مردانہ مزاج کے تقاضوں کے مطابق افعال اور قوتوں کا جان دار ہونا مردانگی کے لیے ضروری ہے لیکن اگر اس کے خلاف ہو تو اس سے زنانہ پن ظاہر ہوتا ہے۔

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جسمانی قوتیں تو جان دار ہوتی ہیں لیکن خلقی مزاج کی کمزوری کے سبب طبیعت میں علت ابنہ کی طرف میلان پایا جاتا ہے۔

غرض یہ کہ جس شخص کے مزاج میں خلقی طور پر مردانگی ہوتی ہے اس کے اندر چونکہ شیر کی طرح گرمی بڑی کثرت سے پائی جاتی ہے اس لیے اس کا دل قوی اور افعال مردانہ ہوتے ہیں لیکن اگر مزاج میں خرگوش کی سی سردی ہوتو ایسے شخص کا دل کمزور اور جسم پر سردی کا غلبہ ہوتا ہے۔ اسی طرح اعضاء کی سختی وکرختگی مردانہ مزاج کے غلبہ کی دلیل ہے۔

عورت کے مزاج کا سرد وتر ہونا ایک کھلی ہوئی بات ہے۔ اگر عورت اپنے خلقی مزاج پر پیدا ہو، تو اس میں نسوانیت اپنے تمام پہلوؤں کے ساتھ موجود ہوگی لیکن اس صورت میں کہ مردانہ مزاج غالب ہوا عضاء وغیرہ میں مردانہ رنگ جھلکے گا اور وہ چیٹی کھیلنے کی طرف مائل ہوگی۔

یاد رہے گا کہ اگر جوان ہونے ...... داڑھی مونچھ نکلنے اور آواز میں مردانہ شان جھلکنے ...... سے پہلے ہی عضو تناسل کاٹ دیا جائے تو اس سے مردانہ مزاج نامکمل رہ کر عورتوں سے ملتا جلتا مزاج پیدا ہوجاتا ہے لیکن اگر عضو جوان ہونے کے بعد قطع کیا جائے تو مردانہ مزاج کی ارتقائی رفتار میں کوئی رکاوٹ پیدا نہیں ہوسکتی۔

عورتوں کی شادی کا زمانہ

جہاں تک جسم کے تناسب اور چھاتیوں کے ابھار وغیرہ کا تعلق ہے اس زمانہ میں عورتیں عموماً چودہ پندرہ برس کی عمر میں شادی کے قابل ہو جاتی ہیں لیکن ان کی فطری شرم و حیا انہیں ہم بستری کے لطف سے بے خبر رکھتی ہے، اور کہیں بیس سال کی عمر میں جا کر جوانی کی شراب کا ساغر چھلکتا ہے۔ یہی زمانہ دراصل زن و مرد کی لذت کوشیوں اور عشرت آرائیوں کا زمانہ ہے۔ تیس سال کی عمر تک عشوہ ناز، غمزہ و ادا اور بننے سنورنے کا شوق عورت کا دم ساز رہتا ہے اور اسی عمر تک جماع کی خواہش رہ رہ کر اس کے دل میں چٹکیاں لیتی ہے۔ چالیس سال کی عمر سے بڑھاپے کی سرحد شروع ہو جاتی ہے۔ گوشت ہڈیوں سے الگ ہو کر لٹک پڑتا ہے اور چہرہ کی ساری رونق، تمام تازگی مرجھا جاتی ہے۔ اب وہ مرد کو رجھانے کے لیے بناوٹی سنگھار کا احسان اٹھاتی ہے۔ اس کے مزاج میں عجز وانکسار اور خوشامد و ناز برداری زیادہ ہو جاتی ہے تاکہ مرد اس کے ساتھ بہتر سے بہتر سلوک کرے۔ اسے زیادہ سے زیادہ اپنے دل میں جگہ دے۔

اس کے بعد عورت میں مرد کے لیے کشش باقی نہیں رہتی۔ نہ مرد کو اس کے ساتھ جماع کرنے میں کوئی لذت حاصل ہوتی ہے۔ چنانچہ پچاس سال کے بعد جہاں تک ہم بستری کا تعلق ہے، عورت مرد کے لیے زہر بن

جاتی ہے۔ البتہ خانگی امور اور اولاد کی پرورش کی حد تک اس میں بڑی صلاحیتیں پیدا ہوجاتی ہیں۔

ساٹھ سال کی عورت سے جو بھی مجامعت کا خیال کرے اس پر خدا اور تمام مخلوق کی لعنت۔ ہاں، جتنی جتنی عورت کی عمر بڑھتی جاتی ہے اس کا شہوانی جذبہ تیز سے تیز تر ہوتا جاتا ہے۔

قیافہ

اللہ نے اپنی مخلوق میں ہر ایک کو خاص مزاج پر پیدا کیا ہے اور اسے ظاہری و باطنی بے شمار عادتیں ودیعت کی ہیں لیکن ان فطری عادتوں کے سوا، انسان کے ظاہری جسمانی اعضاء میں بھی ایسی علامتیں رکھی ہیں جنہیں دیکھ کر اس کے اندرونی حالات کا پتہ لگایا جاسکتا ہے۔ ان علامتوں کے جاننے ہی کو "علم قیافہ" کہتے ہیں۔

اگلے پچھلے حکیموں نے انتہائی عرق ریزی کے بعد ان علامتوں کو معلوم کر کے پوشیدہ باتوں پر سے پردہ اٹھایا ہے اور قیافہ کی حد تک چونکہ مرد اور عورت ایک ہیں۔ پھر موقع و محل کا تقاضا بھی یہی ہے کہ خاص طور پر عورتوں ہی کا قیافہ لکھا جائے، اس لیے میں اپنی عقل اور اپنے تجربہ کے مطابق چند باتیں تحریر کرتا ہوں ورنہ حقیقت حال کا علم تو صرف خدا ہی کو ہے۔

(۱) جس عورت کے تمام اعضاء چوڑے چکلے، پُر گوشت اور طاقتور ہوں اس کی تمام جسمانی قوتیں جان دار ہوں گی اور جسم کی موزونیت کے لحاظ سے جو عضو چھوٹا ہوگا وہی کمزور ہوگا۔ برعکس صورت میں نتیجہ بھی برعکس سمجھ لیجئے۔

(۲) سبزہ رنگ اور دبلا جسم جلد انزال ہونے کی دلیل ہے۔

(۳) سر پر گھنے بالوں کا ہونا، مزاج کے قوی ہونے کی علامت ہے۔ اس کے برعکس بالوں کی کمی مزاج کی کمزوری کا پتہ دیتی ہے۔ چہرے کا سخت اور بے ڈول ہونا پاجی پن کی دوسری علامتوں کے ساتھ، عورت کے بے باک اور شہوت ناک ہونے پر دلالت کرتا ہے لیکن چہرے کا گول اور بھرا ہونا، شرم گاہ کی تنگی اور فربہی کا ثبوت ہے۔

(۴) چہرہ کی نرمی اور سفیدی، شہوت کی کمی کو ظاہر کرتی ہے اور چہرہ کا سرخ ہونا، شہوت کی زیادتی کی نشانی ہے۔ گندمی رنگ سرخ سے اور سیاہ رنگ گندمی سے بھی زیادہ شہوت ناک ہونے کی دلیل ہے۔

(۵) پیشانی کا بلند ہونا اقبال مندی کی علامت ہے۔ کرنجی آنکھیں شہوت کی زیادتی اور سیاہ آنکھیں شہوت کی کمی پر دلالت کرتی ہیں۔ بڑی اور مست آنکھیں، شہوت کی زیادتی اور شرم گاہ کی فراخی کا ثبوت ہیں لیکن اکثر مرد انہیں پسند کرتے ہیں۔ شوخ چشمی اور مردوں کو دیکھ کر آنکھیں مٹکانا چال چلن خراب ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

(۶) ناک کا لمبا اور موٹا ہونا دلیل ہے رحم کے لمبے اور موٹے ہونے کی لیکن ناک اگر چھوٹی، اور پتلی یا اونچی ہو تو سمجھنا چاہیے کہ شرمگاہ گہری ہے۔

(۷) جس عورت کا منہ تنگ ہوگا، اس کی شرم گاہ بھی تنگ ہوگی اور جس کا منہ کشادہ ہوگا، اس کی شرم گاہ بھی کشادہ ہوگی۔ اسی طرح منہ کی خوبی پر شرم گاہ کی خوبی اور منہ کی بدہیئتی، شرم گاہ کی بدہیئتی پر دلالت کرے گی۔

(۸) موٹے ہونٹ شرم گاہ کے کناروں کے موٹے ہونے اور باریک ہونٹ شرم گاہ کے کناروں کے باریک ہونے کی نشانی ہے۔ اگر اوپر کے ہونٹ پر بال جھلکتے ہوں، تو سمجھنا چاہیے کہ پیڑو پر بال گھنے ہیں۔

(۹) لمبی ٹھوڑی شرم گاہ کی گہرائی اور چھوٹی ٹھوڑی شرم گاہ کی تنگی کی علامت ہے۔

(۱۰) موٹی گردن شرم گاہ کے بڑے ہونے کو ظاہر کرتی ہے۔ مونڈھوں کا چوڑا چکلا اور پُر گوشت ہونا، جسمانی قوتوں کے زبردست ہونے کی دلیل ہے۔

(۱۱) اگر چھاتیاں سخت، گداز اور ابھری ہوئی ہوں اور ساتھ ہی کمر بھی پتلی ہو تو عورت پُر شہوت ہوگی۔ ایسی عورت کی طبیعت کا میلان جماع کی طرف بہت زیادہ ہوتا ہے اور مرد بھی ایسی ہی عورت کو پسند کرتا ہے۔

(۱۲) پیٹ کا بڑا ہونا، خواہش جماع کی زیادتی کی علامت ہے اور اس کے برعکس اس کی کمی کی دلیل۔

(۱۳) جس عورت کی پیڑو کی ہڈی ابھری ہوئی ہو اور اس پر چربی بھی کم ہو اس کو انزال جلد ہوگا اور وہ چپٹی کھیلنے کی طرف رغبت رکھے گی۔ اس کے خلاف صورت میں حکم بھی خلاف ہوگا۔

(۱۴) جسمانی اعضاء کی موزونیت کے خلاف، پیڑو اگر زیادہ بڑا ہو تو شرم گاہ کو گہرا سمجھنا چاہیے' ورنہ نہیں۔ سرین...... چوتڑوں...... کی بلندی بھی گہرائی کی علامت ہے اور اس کے برعکس حکم بھی برعکس لگایا جائے گا۔

(۱۵) رانوں اور پنڈلیوں کا سخت اور موٹا ہونا، ظاہر کرتا ہے کہ شہوانی جوش زیادہ ہے اور اس کے خلاف نتیجہ بھی خلاف ہوتا ہے۔

فائدہ

کہتے ہیں جس عورت کا منہ چوڑا ہوگا، اس کی شرم گاہ بھی چوڑی ہوگی، اور جس کا منہ تنگ ہوگا، اس کی شرم گاہ بھی تنگ ہوگی۔ اسی طرح نیچے کے ہونٹ کا چھوٹا اور زبان کا بے حد سرخ ہونا شرم گاہ کی تنگی کی علامتیں ہیں۔

اگر زبان ایسی گول ہو، گویا اس کے سرے کٹے ہوئے ہیں تو یہ شرم گاہ میں پانی زیادہ ہونے کی علامت ہے۔

بڑا چہرہ موٹی گردن اور چھوٹے کولھے شرم گاہ کے بڑے اور تنگ ہونے کی نشانی ہے۔

چھاتیوں، پنڈلیوں اور پیروں پر گوشت کا بہت زیادہ ہونا شرم گاہ کے بڑا ہونے اور شوہر کی طرف سے صدمہ پہنچنے بلکہ رانڈ ہوجانے کی

علامت ہے۔

منہ سرخ، چھونے میں گرم، چھاتیاں زیادہ لمبی اور نیچے کی طرف مائل کولھے سخت، از روئے نکاح بے خطر ہے۔

سرخ رنگ کرنجی آنکھ کی عورت بڑی شہوت ناک ہوتی ہے۔

بیل بچھڑے کی طرح بڑی بڑی آنکھیں علیت کی نشانی ہے۔

کندھوں کا بڑا اور کولھوں کا چھوٹا ہونا، شرم گاہ کے بڑے ہونے کو ظاہر کرتا ہے۔

پیشانی کی طرف آنکھوں کا بلند ہونا شرم گاہ کی وسعت کا ثبوت ہے۔

جس عورت کی شرم گاہ پر چربی زیادہ ہو وہ ایسے مرد سے لذت پا سکتی ہے جس کا عضو مخصوص بارہ انگل کا ہو۔

شرم گاہ لمبی اور لاغر ہو تو انزال جلد ہوگا اور شرم گاہ پر گوشت ہو تو انزال میں دیر لگے گی۔

چھاتیاں

اگرچہ عقلی قرینہ تو یہی چاہتا تھا کہ عورت کی چھاتیاں رحم کے قریب ہوتیں، تاکہ زمانہ حمل میں مادہ رحم سے بہ آسانی وہاں پہنچ سکتا لیکن آدمی کا بچہ چونکہ پیدا ہوتے ہی اٹھنے بیٹھنے اور چلنے پھرنے کی طاقت نہیں رکھتا بلکہ چت پڑا رہتا ہے اور ایک مدت کے بعد اٹھنے بیٹھنے اور چلنے پھرنے کے قابل

ہوتا ہے۔ اس لیے عورت کی چھاتیاں بلند جگہ پر پیدا کی گئی ہیں تاکہ بچہ کے چت لیٹے رہنے کی حالت میں بہ آسانی اس کے منہ میں بھٹنی دے کر دودھ پلایا جا سکے۔ اس کے علاوہ چھاتیوں کا سینہ کی بلندی پر ہونا جسم کی موزونیت کے اعتبار سے بھی بھلا معلوم ہوتا ہے۔ اکثر مویشیوں کے بچے پیدا ہوتے ہی چلنے پھرنے اور کھڑے ہو کر اپنی ماں کی چھاتیوں سے دودھ پینے لگتے ہیں، اس لیے ان کی چھاتیوں رحم کے قریب پیدا کی گئی ہیں۔

چھاتیوں کی قسمیں

اللہ نے عورت کی چھاتیاں تین قسم کی بنائی ہیں۔

(۱) چکئی =......چھوٹی چھاتیاں......ان کی جڑ موٹی، ابھار کم اور بالائی حصہ باریک ہوتا ہے۔ دودھ پلانے اور بیماری کے سبب لاغر ہو جانے سے تیز بڑھاپے میں یہ بالکل ناپید ہو کر سینہ صاف ہو جاتا ہے۔ ایسی عورتوں کے اولاد کم پیدا ہوتی ہے۔

(۲) گھیا =......بڑی چھاتیاں...... یہ دودھ پلانے سے اور بڑھاپے میں ڈھیلی پڑ کر لٹک جاتی اور بہت بری نہایت بے ہنگم معلوم ہوتی ہیں۔ پنجاب میں عموماً اسی قسم کی چھاتیاں پائی جاتی ہیں۔

(۳) رائے پستان =......درمیانی چھاتیاں......ان کی جڑ موٹی، ابھار زیادہ اور بالائی حصہ گدرایا ہوا ہوتا ہے۔ ان چھاتیوں پر نہ دودھ پلانے

کا کوئی خاص اثر ہوتا ہے نہ بیماری اور بڑھاپے کا۔ یہ بہر صورت اپنی حیثیت قائم رکھتی اور نمایاں رہتی ہیں۔

اکثر مقامات پر انگیا کا رواج نہیں ہے جس کی وجہ سے اچھی چھاتیوں سے اچھی بھی تھوڑے ہی دنوں میں ڈھلک کر بڑی بے ڈھنگی معلوم ہونے لگتی ہیں۔

بھٹیاں

چھاتیوں کی بھٹیاں بھی چھوٹی بڑی ہوتی ہیں۔ بڑی بھٹیاں زیادہ تر بڑی چھاتیوں اور کبھی کبھی درمیانی چھاتیوں میں بھی پائی جاتی ہیں۔ چھوٹی بھٹیاں، چھوٹی چھاتیوں اور اکثر درمیانی چھاتیوں میں بھی نظر آتی ہیں۔ اگرچہ وہ دودھ پلانے کے زمانے میں بڑھ جاتی ہیں لیکن مساس کے لائق بڑی بھٹیاں ہی ہوتی ہیں۔

اگر مساس کرتے وقت چھاتیوں میں گٹھلی پائی جائے تو یہ منی اور اجتماع منی کی علامت ہے۔ نیز اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اس عورت کو بہت دنوں سے مرد نہیں ملا اور اگر ملا ہے تو اسے آسودہ نہیں کر سکا۔

شروع جوانی میں چھاتیوں میں جو گانٹھیں سی پڑ جاتی ہیں اس کا سبب یہ ہے کہ منی اور مادہ حیض کے بہ افراط ہونے کی وجہ سے طبیعت اس کو بحران وتبخیر کے ذریعہ منی کی تھیلی سے پستانوں میں پہنچا دیتی ہے لیکن چھاتیوں کی

بناوٹ چونکہ اسفنجی ہوتی ہے اس لیے جب یہ بخارات وہاں پہنچتے ہیں تو سردی سے جم کر گانٹھیں سی پڑ جاتی اور چھاتیوں کو بڑھا دیتی ہیں۔ چھاتیوں کے بڑھنے میں حکمت یہ ہے کہ بچہ کی ولادت پر ان میں دودھ پیدا ہونے کی کافی گنجائش ہو۔

عورتوں میں منی ضرور ہوتی ہے

ناواقف لوگوں کا کہنا ہے کہ عورتوں میں منی نہیں ہوتی لیکن یہ بالکل غلط ہے۔ تجربہ اور مشاہدہ دونوں اس کی نفی کرتے ہیں۔ انزال کے وقت عورت کو لذت حاصل ہوتی اور اس کے اندام نہانی سے پتلی رطوبت نکلتی ہے جو مقدار میں مرد کی منی سے کم ہوتی ہے......یہی عورت کی منی ہے۔

اس رطوبت کے اخراج کے بعد مرد کی طرح عورت بھی جماع سے بیزار ہو جاتی ہے اس کے علاوہ عورت کو کبھی کبھی احتلام بھی ہوتا ہے۔

عورت میں حمل قبول کرنے کی قوت ثابت ہو چکی۔ پھر جالینوس کا یہ قول کہ ''بعض عورتوں کی منی کی تھیلی سفید لیس دار رطوبت سے بھری ملی ہے'' عورتوں میں منی کے وجود کی قاطع دلیل ہے۔

پردۂ بکارت اور رحم

کنوارپنے میں رحم......بچہ دانی......کے منہ پر ایک جھلی ہوتی ہے اور اس جھلی پر رگوں کا ایک جال سا بچھا ہوتا ہے۔ پہلی بار کی صحبت سے یہ جھلی

اور رگیں پھٹ کر خون بہتا ہے لیکن مدت تک بار بار حیض آنے سے یہ جھلی ڈھیلی پڑ جاتی اور کبھی کبھی زائل بھی ہو جاتی ہے۔ پیشاب کی نالی، فم رحم کے اوپر ہے۔

اللہ نے رحم تین قسم کا بنایا ہے:

(۱) چڑیادھرن: اس قسم کا رحم نرم باریک اور لطیف ہوتا ہے جس سے شدید دھکے برداشت نہیں کیے جاسکتے۔

(۲) بھینسادھرن: یہ رحم سخت اور موٹا ہوتا ہے اور سخت سے سخت دھکوں کو برداشت کر لیتا ہے۔ بلکہ اسے سخت دھکوں کے بغیر مزہ ہی نہیں آتا۔

(۳) سوادھرن: یہ درمیانی طاقت کا رحم ہے، جسے معتدل دھکے مطلوب ہیں لیکن انزال کے وقت یہ بھی سخت دھکے چاہتا ہے۔

خلقی طور پر رحم اکثر طاقت ور اور موٹا ہوتا ہے لیکن ہم بستری یا بچوں کی کثرت سے کمزور ہو کر شدید دھکوں کی برداشت کے قابل نہیں رہتا اور یہ مرض میں داخل ہے۔

جسم کا ٹھوس اور موٹا ہونا رحم کی طاقت و فربہی کی دلیل ہے۔ اس کے خلاف صورت میں نتیجہ بھی خلاف ہوتا ہے۔ جس عورت میں شہوت زیادہ ہوتی ہے اور جو عورت دیر تک جماع کی خواہش رکھتی ہے: اس کا رحم سخت و مضبوط ہوتا ہے۔

انتباہ

خواہش جماع کی کمی اور انزال کا دیر میں ہونا، بلغمی مزاج کی علامت ہے اور خواہش جماع کی زیادتی اور جلد انزال ہونا، صفراوی مزاج کی دلیل۔ دموی.....خونی.....مزاج کی عورت صفراوی مزاج سے کم ہوتی ہے اور سوداوی مزاج کی عورت، بلغمی مزاج سے لیکن سوداوی مزاج کی عورت میں جماع کی خواہش بلغمی مزاج کی عورت سے زیادہ پائی جاتی ہے۔

حیض اور حمل

حیض عموماً نو دس سال کی عمر سے شروع ہو کر اکثر عورتوں کو اڑتالیس یا زیادہ سے زیادہ پچاس سال کی عمر تک جاری رہتا ہے اور اس کے بعد بند ہو جاتا ہے۔ جب تک حیض جاری رہتا ہے، حمل ٹھیر سکتا ہے لیکن پچاس سال کے بعد حمل ٹھہرنا اتفاقی امر ہے۔

حمل کی کم سے کم مدت چھ مہینے ہے۔ چنانچہ شیخ بوعلی سینا نے چھ مہینے کے حمل سے بچہ پیدا ہونے اور اس کے زندہ رہنے کا واقعہ لکھا ہے اور حمل کی زیادہ سے زیادہ معیاد چار سال ہے۔ چنانچہ شیخ بوعلی سینا ہی کے زمانے کی بات ہے کہ ایک عورت کو چار سال حمل رہنے کے بعد بچہ پیدا ہوا تھا جس کے دانت بھی تھے۔

حیض نو دس سال کی عمر سے پہلے شروع نہیں ہوتا اور ساٹھ سال کی

عمر میں لازماً بند ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اگر نو دس سال کی عمر سے پہلے یا ساٹھ سال کی عمر کے بعد خون جاری ہو جائے تو یہ مرض میں شمار ہوگا۔

ہر مہینے حیض کا دورہ کم سے کم دو دن اور زیادہ سے زیادہ ایک ہفتہ میں پورا ہو جاتا ہے اور دو مہینوں کے حیض کا درمیانی وقفہ عموماً بیس دن ہوتا ہے۔ اگر خون اس مدت سے زیادہ جاری رہے تو یہ استحاضہ کی بیماری ہوگی۔

حمل کی حالت میں بچہ کی غذا

ابوسہل مسیحی کے قول کے مطابق عورتوں کو حیض اکثر و بیشتر حالات میں چودہ برس کی عمر سے پہلے شروع نہیں ہوتا اور زیادہ سے زیادہ بیس سال کی عمر تک ضرور شروع ہو جاتا ہے۔ اس کے نزدیک حیض بند ہونے کی عمر چھتیس سال ہے اور جب حیض بند ہو جاتا ہے تو حمل نہیں ٹھہرتا۔ اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ حیض کا مادہ جنین...... وہ بچہ جو ماں کے پیٹ میں ہو...... کی غذا کے کام آتا ہے اس لیے کہ ایسے خراب فضلے کا، جسے طبیعت نکما سمجھ کر جسم سے نکال دیتی ہے، بچہ کی غذا بننا ناممکن ہے، جبکہ بچہ کا جسم اور اس کا مزاج نہایت لطیف و نازک اس کی ساخت کمزور اور اس کی قوتیں ست ہوتی ہیں اور کثرت رطوبت کی بناء پر معمولی سا سبب بھی اس میں خرابی کر دیتا ہے۔ دراصل حمل کے دوران میں حیض اس لیے بند ہو جاتا ہے کہ نطفہ کو روکنے کے لیے رحم کا منہ بند رہتا ہے۔ پھر بچے کے بڑے ہونے تک یہ خون رحم کی

تھیلی کو بچہ کی حرکت سے محفوظ رکھتا ہے اور بعد کو یہی پیدائش کے وقت بچہ کو پھسلا کر باہر نکالتا ہے۔ اگر یہ فضلہ......خون حیض......بچہ کی غذا ہوتا تو پیدائش کے وقت گندہ خون اتنی کثیر مقدار میں کہاں سے نکلتا۔لہٰذا بچہ کی غذا ماں کا عمدہ اور بہترین خون بنتا ہے اور جو بے کار بچ رہتا ہے وہ اس کے فضلے ساتھ جمع ہو کر پیدائش کے بعد نکل جاتا ہے۔

علامہ نے اس بیان کو غلط بتاتے ہوئے کہا ہے کہ خون حیض تین قسم کا ہوتا ہے۔ ایک وہ جو بچہ کی غذا بنتا ہے، دوسرا وہ جو چھاتیوں میں پہنچ کر دودھ کی شکل اختیار کر لیتا ہے اور تیسرا وہ جو بے کار جمع رہ کر بچہ کی پیدائش کے وقت نفاس کی صورت میں نکلتا ہے۔

میرے نزدیک علامہ کی بات صحیح ہے کیوں کہ اگر مسیحی کے قول کو درست مانا جائے تو دودھ پلانے کے زمانے میں حیض بند نہیں ہونا چاہیے اور یہ ظاہر ہے کہ کسی اتفاقی صورت کے سوا دودھ پلانے کا زمانہ حیض سے خالی گزرتا ہے۔ اس کے علاوہ حمل نہ ہونے کی صورت میں اگر دو مہینے برابر حیض نہ آئے تو کوئی نہ کوئی مرض پیدا ہو جاتا ہے۔ پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ خراب اور دفع ہونے کے قابل فضلہ جس کا کام ہی مرض پیدا کرنا ہے۔ بحالت حمل بچہ کی غذا میں خرچ بھی نہ ہو اور نو مہینے تک برابر بند رہنے کے باوجود کوئی مرض بھی پیدا نہ کرے۔

عورتوں کے مزاج میں گرمی کیوں کم ہے؟

اللہ نے عورتوں کے جسم میں گرمی کم اس لیے رکھی ہے کہ ان کا مادہ حیض بالکل فنا نہ ہوجائے بلکہ غذا کے طور پر کچھ باقی رہے، جو بچہ کے پیدا ہونے پر اس کی پرورش کا سامان بن سکے اور جو پھر بھی باقی بچ رہے وہ جمع ہوکر ہر مہینے حیض کے رستے نکل جائے۔ چنانچہ بعض مردوں میں بھی خلقی حرارت کی کمی سے لازماً کمزوری پیدا ہوجاتی ہے جس سے غذا پورے طور پر تحلیل نہیں ہوتی اور اس طرح جو غذا...... یا خون...... تحلیل ہونے سے رہ جاتا ہے وہ خون بواسیر وغیرہ کی شکل میں خارج ہوجاتا ہے۔

یہ کھلی ہوئی بات ہے کہ عورتوں میں حرارت کی کمی سے جو مواد جمع ہوتے ہیں، وہ بوقت ضرورت ان کے جسم اور بحالت حمل جنین کی غذا بنتے ہیں۔ پھر اس میں سے جو باقی بچتا ہے وہ بچہ کی ولادت کے بعد چھاتیوں میں پہنچ کر دودھ بنتا اور بچہ کی پرورش کا سامان بہم پہنچاتا ہے۔ اس کے بعد بھی جو حصہ صرف میں نہیں آتا' وہ رحم میں پہنچ جاتا ہے اور حیض کی شکل میں خارج ہوتا ہے۔ رحم اور چھاتیوں کا آپس میں بڑا گہرا رشتہ ہے، جس کا ثبوت یہ ہے کہ حیض کا آغاز ہوتے ہی چھاتیاں ابھرنی شروع ہوجاتی ہیں۔

ایک حمل سے کئی بچے

عورت کے ہاں ایک حمل سے معمولاً ایک ورنہ عام طور پر دو سے

زیادہ بچے پیدا نہیں ہوتے۔ اسی لیے قدرت نے اسے دو چھاتیاں عنایت کی ہیں۔ کتیا کے اکثر آٹھ بچے پیدا ہوتے ہیں، لہٰذا اس کو آٹھ تھن دیے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ خدا نے شروع ہی سے عورت کے دو چھاتیوں پیدا کی ہیں اور ایسا کرنے میں غالباً اس کی یہ مصلحت ہے کہ اولاد نوعیت کے مطابق اپنی اصلی شکل وصورت پر پیدا ہو، ورنہ نوع سے علیحدگی ہو جاتی ہے۔ علاوہ ازیں طبی دلائل نے ثابت کر دیا ہے کہ جب انسانی جسم میں چاروں ہضم پورے ہو چکتے ہیں تو جسم کے ہر حصے سے تھوڑا مادہ خصیوں میں پہنچ کر دوبارہ پکتا اور منی بنتا ہے۔ ماں باپ دونوں کی منی سے بچہ کی پیدائش پہلے ہی ثابت ہو چکی ہے اس لیے اگر ماں باپ کا کوئی عضو خلقی طور پر ناقص ہوتا ہے، تو اس کا اثر بچہ کے بھی اسی عضو پر پڑتا ہے۔ کیونکہ قدرت اصل خلقت کے اعتبار ہی سے بچہ کو شکل وصورت اور اعضاء و جوارح عطا فرماتی ہے۔

بعض اوقات حکم ایزدی سے ایک ہی حمل سے کئی بچے پیدا ہوتے ہیں۔ چنانچہ شیخ بو علی سینا نے اپنی ''کتاب شفا'' میں لکھا ہے کہ ''ایک عورت کے ہاں ایک ہی حمل سے پانچ بچے پیدا ہوئے اور زندہ رہے۔'' شیخ ہی نے یہ بیان کیا ہے کہ ایک اور عورت کو چار دفعہ کے حمل میں بیس اولادیں ہوئیں اور پندرہ کا حمل گر گیا۔

اس کے علاوہ معتبر ذرائع سے سننے میں آیا ہے کہ جرجانیہ میں ایک

عورت کا حمل گرا تو ایک تھیلی نکلی جس میں ستر صورتیں تھیں۔

ہمارے وطن شاہ جہاں آباد......دلی...... میں میرے ایک دوست کے گھر ایک حمل سے تین بچے پیدا ہوئے اور دوسری دفعہ ایک تھیلی ساقط ہوئی جس میں چھوٹی چھوٹی کئی صورتیں تھیں۔

مساحقت

مساحقت کو ہندوستان والے ''چپٹی باری'' کہتے ہیں۔ جب کسی عورت کو مرد میسر نہیں آتا، کھانے پینے، پہننے اوڑھنے اور دنیا کے رنج و تردد سے بے فکری ہوتی ہے، شہوت کا جوش شرم و حیا کی نقاب تار تار کر دیتا ہے اور دنیا کے نشیب و فراز سمجھانے والا بھی کوئی اس کے سر پر نہیں ہوتا تو وہ بری صحبتوں میں پڑ کر اس حیا دشمن اور بدانجام فعل کی زنجیریں اپنے پاؤں میں ڈال لیتی ہے۔

جس طرح مرد کو عورت نہیں ملتی تو وہ جلق و اغلام جیسی گھناؤنی عادتوں کے اسیر ہو جاتے ہیں، اسی طرح شہوت کا طوفان عورتوں کو مساحقت کے تباہ کن بھنور میں پھنسا دیتا ہے۔

دنیا کا رواج ایسے کاموں کو نفرت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ چنانچہ جو عورتیں چپٹی باز ہوتی ہیں، انہیں کیا عورت، کیا مرد سب ذلیل و حقیر سمجھتے ہیں۔ ان پر ہر طرف سے انگشت نمائی ہوتی ہے۔ خواتین انہیں اپنے پاس

بٹھانا تو درکنار ان کو اپنے گھروں میں گھسنے تک نہیں دیتیں۔ مذہبی اعتبار سے بھی چپٹی بازی کو وہی اخلاق سوز حیثیت حاصل ہے جو اغلام کو۔ غرضیکہ ایسی بے غیرت، بے شرم اور دشمن اخلاق عورتوں کا دنیا میں بھی منہ کالا ہے اور دین میں بھی۔

جو عورتیں طبعاً اس فعل بد سے دلچسپی نہیں رکھتیں بلکہ دوسری عورتوں کے ورغلانے میں آ کر اس چو بچہ میں گرتی ہیں وہ مرد کے اپنی طرف متوجہ ہو جانے کے بعد جس طرح ان سے بن پڑتا ہے اس عادت کو چھوڑ دیتی ہیں لیکن جن عورتوں کی فطرت ہی بری ہوتی ہے اور جو اس ناپاک فعل سے دلی لگاؤ رکھتی ہیں، انہیں ہزار مرد مل جائے لیکن وہ اس سے باز نہیں آتیں۔

عموماً اس برے کام میں وہی عورتیں مبتلا ہوتی ہیں، جنہیں مرد میسر نہیں آتا، یا جن کی مرد سے تشفی نہیں ہوتی۔ مرد سے عورت کے ناآسودہ رہنے کا سبب عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ مرد کی قوت باہ دوسری عورتوں سے مجامعت یا جسمانی کمزوری کی وجہ سے کمزور ہو جاتی ہے یا عورت میں شہوت کا جذبہ بہت تیز ہوتا ہے یا پھر اولاد کے نہ ہونے سے اس کی شہوانی لہریں شدت اختیار کر لیتی ہیں۔ ان حالات میں جب کسی ناآسودہ عورت کو چپٹی باز عورت مل جاتی ہے۔ تو وہ بہت جلد اس کے جال میں پھنس کر اپنی شرافت کا لباس اپنے ہاتھ سے دھجی دھجی کر دیتی ہے۔ چپٹی باز عورتوں کو ان کی خواہش ایک دوسرے کی محبت میں مبتلا رکھتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ عمر بھر

ساتھ نہیں چھوڑتیں۔ مرد سے انہیں کوئی رغبت نہیں ہوتی بلکہ وہ زندگی بھر مرد کی صورت تک نہیں دیکھتیں۔

چپٹی باز عورتوں کی پہچان یہ ہے کہ وہ دبلی پتلی ہوتی ہیں۔ چربی اور گوشت ان کے جسم بالخصوص شرم گاہ پر برائے نام ہوتا ہے۔ پیڑو کی ہڈی نسبتہً ابھری ہوئی ہوتی ہے اور شہوت کی لہریں انہیں ہر وقت بے چین رکھتی ہیں۔ یہ عورتوں میں بہت جلد گھل مل جاتی ہیں اور مردوں سے لگاؤ کسی صورت میں پسند نہیں کرتیں۔

چپٹی دو طریقوں سے کھیلی جاتی ہے=

(۱) ایک تھیلی میں تانبے کے پیسے ترتیب وار بھر کر شرم گاہ کے مطابق، مرد کے عضو مخصوص کی طرح بنا لیتی ہیں۔ پھر اس کے اوپر مخمل کا نرم اور دبیز غلاف چڑھا کر اس کے آخری سرے پر موٹے ڈورے لگا دیتی ہیں۔

چپٹی کھیلنے کے وقت اوپر والی عورت، جو مرد کی قائم مقام ہوتی ہے، اس مصنوعی عضو کو اپنے پیڑو پر رکھ کر، اس کے ڈورے اپنی کمر یا سرین سے باندھ لیتی ہے اور اس کو بہدانہ یا اسبغول سے لیس دار کر کے نیچے والی عورت کی شرم گاہ میں داخل کرتی ہے۔ پھر مرد کی طرح حرکت کر کے اسے انزال کراتی ہے۔

چونکہ مرد کی وضع اور شکل سے عورت کو فطرتاً انس ہوتا ہے، اس لیے

اوپر والی عورت، کبھی مرد کی طرح ساف پگڑی بھی باندھ لیتی اور گاہے مصنوعی داڑھی بھی لگا لیتی ہے۔ اس قسم کے تکلفات کی ضرورت بھی شروع شروع پڑتی ہے لیکن جب اس کام سے لذت حاصل ہونے لگتی ہے تو پھر شکل و صورت بدلنے کی زحمت بھی گوارا نہیں کی جاتی۔

چپٹی کھیلنے کی دوسری صورت میں مصنوعی عضو مخصوص کا احسان اٹھانا بھی ضروری نہیں سمجھا جاتا۔ اس میں اوپر والی عورت اپنے پیڑو کو نیچے والی عورت کے پیڑو اور اپنی شرم گاہ کو اس کی شرم گاہ سے رگڑتی ہے یہاں تک وہ دونوں لذت کی زیادتی سے منزل ہو جاتی ہیں۔

عام لوگوں میں مشہور ہے کہ ایسی حالت میں لذت کی زیادتی سے بیتاب ہو کر دونوں کے رحم باہر نکل کر آپس میں مل جاتے ہیں، تب انہیں انزال ہوتا ہے لیکن یہ بات صریحاً عقل کے خلاف ہے۔ رحم بندھنوں اور جھلیوں سے مضبوطی کے ساتھ بندھا ہوا ہے، جب تک یہ بندھن نہ ٹوٹیں، رحم باہر کیسے آسکتا ہے؟

صحبت کی زیادتی یا بچے زیادہ پیدا ہونے سے بعض عورتوں کا رحم کمزور ہو کر بے شک نزدیک معلوم ہونے لگتا ہے لیکن اسے ثبوت کے طور پر پیش نہیں کیا جاسکتا کیونکہ یہ اسی صورت میں ممکن ہے، جب رحم پر آنتوں کا دباؤ پڑے اور وہ اپنی کمزوری اور ڈھیلے پن کی وجہ سے باہر نکل آئے۔

اگر کسی عورت میں اتفاقاً ایسا ہوا ہو، تو اس کا سبب رحم اور اس کے

بندھنوں اور رگ پٹھوں کی پیدائشی کمزوری اور ڈھیلا پن ہو سکتا ہے۔ ایسی عورت میں اس کی جسمانی کمزوری اور کثرت اولاد بھی رحم کے باہر نکلنے میں مدد دیتی ہے لیکن دوسری چیٹی باز عورت بھی ایسی ہی مل جائے یہ بہت دشوار ہے۔ بالفرض اگر ایسی دو عورتیں مل جائیں، تو زندگی بھر ان کا ساتھ نہیں چھوٹ سکتا۔ وہ مرد کی صحبت میں ایسی لذت حاصل ہی نہیں کر سکتیں۔ اس لیے مرد سے صحبت تو کجا، وہ اس کی صورت دیکھنی بھی گوارا نہ کریں گی اور اگر ایسا اتفاق ہو بھی جائے، تو انہیں اتنی سخت نفرت ہوگی کہ وہ کبھی اس طرف کا رخ بھی نہ کریں گی۔ بھلا مرد اتنی طاقت کہاں سے لا سکتا ہے کہ چیٹی باز عورت کی طرح دیر تک ٹھہر سکے؟

اگر کوئی چیٹی باز عورت مرد کے جال میں پھنس جائے اور مرد بھی اسے رام کرنا چاہے، تو اسے چاہیے کہ ہر قیمت پر عورت کو اپنی طرف مائل کرے۔ چرب زبانی اور چاپلوسی سے زیادہ سے زیادہ کام لے کر عورتوں کی کم عقلی انہیں جھوٹی سچی باتوں پر فریفتہ کر دیتی ہے۔ جب یہ ہو جائے تو عورت کی پسند کا لحاظ رکھتے ہوئے اس کی شرم گاہ وغیرہ کا خاطر خواہ مساس کرے اور اسے خوب مست کرنے کے بعد اس کے ساتھ مشغول ہو۔

تجربہ کاروں نے ایسے حالات میں چند تدبیریں بتائی ہیں، جنہیں میں آسن سمیت مختصراً بیان کرتا ہوں۔

پہلا آسن

پہلے زمین پر ایک نرم بستر بچھائیں اور اس بستر پر عورت کو لٹا دیں۔
اس کے بعد جس جگہ کا مساس اسے پسند ہو، اس جگہ کا مساس کر کے اس پر مستی طاری کریں پھر اس کے دونوں پیر ملا کر اس پر گھوڑے کی طرح سوار ہو جائیں اور عضوِ مخصوص کو اس کی شرم گاہ میں داخل کر دیں۔ اس کے پیر لمبے چھوڑ کر حرکت اس طرح کریں کہ طرفین کے پیڑو کی ہڈیاں آپس میں رگڑ کھائیں۔ ساتھ ہی حشفہ سے رحم کو تلاش کرتے رہیں۔ ہاں عضو اگر چھوٹا ہو، تو ایسا نہیں ہو سکتا لیکن سرین...... چوتڑ...... کے نیچے تکیہ رکھ لینے سے یہ کمی بھی پوری ہو سکتی ہے۔

دوسرا آسن

اوپر جو طریقہ لکھا گیا ہے اس پر عمل کر کے عورت کی شہوت کو بھڑکائیں اور زمین پر گدے بچھا کر اسے لٹا دیں۔ عورت کے سرین...... چوتڑ...... کے نیچے ایک نرم تکیہ رکھیں تا کہ اس کے پیڑو کی ہڈی اونچی ہو جائے۔ پھر اس کی دونوں ٹانگیں ڈھیلی چھوڑ کر اور اس کی کنج ران...... چڑھے...... پر اپنی کنج ران رکھ کر دخول کریں اور حشفہ سے رحم کی تلاش کرتے ہوئے اپنے پیڑو کی ہڈی عورت کی پیشاب گاہ پر رکھ کر اس طرح حرکت کریں کہ شرم گاہ کی چربی اور گوشت، رگڑ سے ہڈی کی طرف مائل ہو۔ پھر آہستہ آہستہ سے پیڑو رگڑ کر دیکھیں کہ وہ کس قدر مست بیتاب ہوتی ہے۔

مختصر یہ کہ عضو کو شرم گاہ میں رکھ کر دونوں پیڑو رگڑے جائیں۔ ایسا کرنے سے عورت کو بے حد مزہ آتا اور وہ مرد پر فریفتہ ہو جاتی ہے۔ مرد اگر اس طریقہ پر عمل کرے، تو عورت زیادہ دیر نہیں ٹھہر سکتی، اسے جلد انزال ہو جاتا ہے۔

سرعت انزال کے مریض کو امساک کی دوائیں کھا کر صحبت کرنی چاہیے تاکہ مجامعت کے دوران میں جلد انزال ہو جانے کا خوف دامن گیر نہ رہے۔

اس طریق جماع میں سینہ اور پیٹ سے پیٹ ملنا دشوار ہے البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ عورت کے سرین کے ایک نیچے ایک موٹا تکیہ اس طرح رکھیں کہ اس کی پیٹھ خم کھا جائے لیکن تکیہ اتنا اونچا بھی نہ ہونا چاہیے کہ عورت کو تکلیف پہنچے۔ پھر اپنے جسم کا ہلکا سا بوجھ عورت کے پیڑو کی ہڈی پر ڈال کر اسے آہستہ آہستہ رگڑیں۔ اسی طرح سینے سے سینہ اور پیٹ سے پیٹ بھی اچھی طرح مل جائے گا اور لذت بھی حاصل ہو سکے گی۔ جاہلانہ طور پر سخت حرکت کرنے سے نفرت و بدمزگی کے علاوہ مقصد بھی حاصل نہیں ہوتا اور عورت کو ناگوارا الگ گزرتا ہے۔

القصہ اس سلسلہ میں مرد کا فرض یہ ہے کہ اپنے مزے کو چھوڑ کر اپنی تمام توجہ عورت کی لذت بڑھانے اور اس کو انزال کرانے پر مرکوز کر دے۔ جس حرکت سے دیکھے کہ عورت کے چہرہ پر نفرت و ناخوشی کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں، اس سے باز رہے اور ہر قدم پر اس کی خوشی کا خیال رکھے۔

غرض جتنی ہوشیاری اور کوشش سے کام لیا جائے گا اتنا ہی اچھا نتیجہ برآمد ہوگا اور اس لاعلاج مرض کے علاج کی صورت نکلے گی۔ مرد نہ صرف یہ کہ عورت کے نزدیک تعریف کا مستحق ہوگا بلکہ دوست احباب میں بھی سرخروئی حاصل کرے گا۔ اسی لیے مجھے اپنے قیمتی اوقات ان خرافات میں ضائع کر کے یہ باتیں لکھنی پڑیں تاکہ شوقین لوگ اس باب میں عاجز نہ رہیں اور عورتوں کے طعن وطنز کا نشانہ بننے سے بچ جائیں۔

اگر مرد میں ہوش مندی و سلیقہ ہو اور وہ ہمارے بتائے ہوئے اس طریقہ کے مطابق جماع کرے، تو چیٹی باز عورت کبھی چیٹی کھیلنے کی طرف راغب نہ ہو سکے گی۔

جماع کے طریقے

ا۔ بعض تجربہ کار لوگوں کا خیال ہے کہ لذت کے بغیر عورت کے اندام نہانی میں رطوبت نہیں پائی جاسکتی۔ بشرطیکہ وہ سیلان الرحم ...... لیکوریا ...... میں مبتلا نہ ہو۔ کچھ حضرات نے اس مفہوم کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے کہ ”جب تک عورت کو لذت حاصل نہ ہو...... خواہ مساس سے خواہ عورت کی مرضی کے مطابق شہوت انگیز باتیں کرنے سے...... اس وقت تک اس کی شرم گاہ میں رطوبت ظاہر نہیں ہوسکتی۔“ اس اعتبار سے رطوبت، لذت کے بغیر نہیں ہوتی اور لذت موقوف ہے رغبت پر یعنی عورت اگر کسی مرد سے رغبت نہیں رکھتی تو نہ وہ خوشی کے ساتھ اس سے صحبت کرائے گی، نہ اس کی اندام نہانی میں

رطوبت ظاہر ہوگی۔ بے رغبتی کی صورت میں وہ مرد کے عضو مخصوص کو پورے طور پر داخل نہیں ہونے دیتی، جس سے صرف یہی نہیں کہ مرد کو مزہ نہیں آتا، بلکہ الٹی نفرت ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عورت کو انزال کرانا جوئے شیر لانے سے کم نہیں۔ اس کے علاوہ عورت اگر خود بھی انزال ہونا چاہے تو اپنی اس کوشش میں بہت کم کامیاب ہوتی ہے۔ پھر مرد کی کوشش اس سلسلہ میں بہ آسانی کس حد تک بارآور ہو سکتی ہے؟ یہ بالکل ظاہر ہے!

۲۔ چنانچہ شہوت ناک عورت اگر مرد سے رغبت رکھتی ہے اور ایک مدت تک ساتھ رہنے سہنے کی وجہ سے مرد اس کے مزاج سے واقف ہے تو بھی مرد کو چاہیے کہ وہ عورت کو مست کرنے کے لیئے اس کے مزاج کے مطابق مساس کرے اور اس کے بعد جماع میں مشغول ہو۔ دوران جماع اپنی توجہ کو ہٹائے رکھے اور حشفہ سے رحم کو تلاش کر کے اسے رگڑتا رہے۔

۳۔ غرض خود اپنی توجہ کو تو ہٹائے رکھے اور عورت کی لذت بڑھانے کی کوشش کرتا رہے۔ پھر جب محسوس ہو کہ عورت کا انزال قریب ہے تو خود بھی اس کے ساتھ منزل ہو جائے۔

۴۔ اکثر لوگ پلنگ پر مجامعت پسند کرتے ہیں لیکن میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ زمین پر گدیلا بچھا کر جماع کیا جائے۔ اس لیے کہ اس طرح عضو تناسل کا سر...... حشفہ...... رحم کے منہ تک بہت جلد پہنچ جاتا ہے پھر اس میں اور کئی فائدے ہیں، جو اس فن کا شوق رکھنے والوں سے پوشیدہ نہیں۔